2023-24 میں مذہب و عقیدہ کی آزادی

محصور لوگ



Human Rights Commission of Pakistan

محصور لوگ

2023-24 میں مذہب و عقیدہ کی آزادی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

ISBN. 978-627-7602-60-4

اشاعت:

وژنریز ڈویژن، 90اے، ایئر لائنز ہاؤسنگ سوسائٹی، خیابان جناح لاہور۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

ایوان جمہور، 107 ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور، 54600

فون: 9969 3586 ,4994 3586 ,8341 3583 42 92+

ای میل: hrcp@hrcp-web.org

www.hrcp-web.org

حرف تحسین:

پاکستان انسانی حقوق کمیشن اس رپورٹ کو لکھنے کے لیے رابعہ محمود اور اسے ایڈٹ کرنے کے لیے عرفان خان کا بہت ممنون ہے۔

ہم سلمان فرخ اور حلیمہ اظہر کے مشکور ہیں جنہوں نے اس رپورٹ کی پروڈکشن کا اہتمام کیا۔ رپورٹ پر نظر ثانی کے لیے فرح ضیا اور ماہین پراچہ اور ٹائٹل کے ڈیزائن اور لے آؤٹ بنانے پر عبیر خان کے شکر گزار ہیں۔

ضروری وضاحت: یہ دستاویز یورپی یونین کی مالی مدد سے تیار کی گئی ہے۔ اس دستاویز کے مندرجات کلیتًا پاکستان انسانی حقوق کمیشن کی ذمہ داری ہیں اور کسی بھی قسم کے حالات میں اس دستاویز کو یورپی یونین کی پوزیشن کا عکاس قرار نہیں دیا جا سکتا۔

Funded by the European Union

فہرست

1 تعارف

پاکستان میں مذہب یا عقیدے کی آزادی کو مسلسل خطرہ لاحق ہے۔ مذہبی بنیادوں پر تشدد اور امتیازی سلوک ہر سال بڑھتا جا رہا ہے۔ محروم اور غیر اہم سمجھی جانے والی اقلیتیں قوانین کی اِن خلاف ورزیوں کا خمیازہ بھگت رہی ہیں کیونکہ ان کو تحفظ دینے والی ڈھال بتدریج کمزور پڑ رہی ہے۔ مذہب یا عقیدے کی آزادی کی خلاف ورزیوں سے متعلق یہ رپورٹ جولائی 2023 اور جون 2024 کے درمیان وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا احاطہ کرتی ہے اور مذہبی تعصب کے بڑے بڑے واقعات کو اُجاگر کرتی ہے۔ اکثریتی آبادی کے مذہب کی قدامت پسندانہ اور رُجعت پسندانہ تشریحات کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا عمل جاری ہے تاکہ بعض افراد کو نشانہ بنایا جائے' ان کی زندگیوں کو تباہ کیا جائے اور آزادیوں کو دبا دیا جائے۔ ریاستی حکام اس مسئلے کو حل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وجہ ہے: سیاسی عزم کا فقدان اور اکثر و بیشتر مذہبی بدامنی کو سیاسی جوڑ توڑ کے لیے استعمال کرنا۔ آئین کا آرٹیکل 20 شہریوں کو اپنے مذہب پر کاربند رہنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔ تاہم ایسا لگتا ہے کہ انتہائی دائیں بازو نے اس حق کو یرغمال بنالیا ہے۔

زیرِ بحث عرصے میں جو کچھ دیکھا گیا اسکی ایک مختصر فہرست یہ ہے: عبادت گاہوں پر مشتعل ہجوم کے حملے، قبروں کی بے حرمتی، ہجوم کے ہاتھوں قتل، فرقہ وارانہ تشدد، ہندو اور عیسائی لڑکیوں کے مذہب کی جبری تبدیلی، توہین مذہب کے الزام کا شکار افراد کی نقل مکانی اور توہین مذہب کے مقدمات کا وسیع پیمانے پر اندراج۔ اور ان واقعات کو اکثر سوشل میڈیا پر غلط خبروں کی وجہ سے ہوا ملی۔ انتہائی دائیں بازو کے گروہوں نے تشدد بھڑکانے کے لیے اپنے پلیٹ فارمز کا غلط استعمال جاری رکھا، جیسا کہ پنجاب کے علاقے جڑانوالہ میں مسیحیوں کے گھروں اور گرجا گھروں پر ہجوم کے حملے میں نظر آیا۔ نفرت اور تشدد کے مرتکب افراد کو حاصل سزا سے استثنا بدستور برقرار ہے کیونکہ ریاست اور عدلیہ اگر کبھی توہین مذہب کے الزام کا شکار ہونے والے افراد کو ریلیف دیتے بھی ہیں تو یہی لگتا ہے کہ انہوں نے بعض بیرونی عوامل کے زیر اثر ایسا کیا ہے۔

سوشل میڈیا، میسنجر ایپس اور ٹیکسٹ میسجز پر مبینہ طور پر گستاخانہ اظہار کے خلاف درج ہونے والی شکایات کی وجہ سے توہین مذہب کے مقدمات کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ پنجاب میں اسپیشل برانچ کی تحقیقات کے باوجود ایسے نیٹ ورکس کے خلاف کوئی ٹھوس اور موثر اقدامات نہیں کیے گئے۔ ان نیٹ ورکس پر لوگوں کو توہین مذہب کے جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کا شبہ ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کٹر تعصب پر مبنی اور قانون سے چھوٹ دینے کے ماحول کی کتنی گہری جڑیں ہیں۔ اگرچہ ان مقدموں اور اسی طرح کے دیگر مقدمات میں توہینِ مذہب کے ملزمان کو اکثر ضمانت

دے دی جاتی ہے، لیکن ان ملزموں کی معمول کی زندگی میں واپسی ناممکن ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ ان کو مقدمات میں بری کر دیا جائے تو پھر بھی وہ اپنی زندگی نارمل طریقے سے نہیں گزار سکتے۔ ایک اور پریشان کن رجحان پولیس کی ناقص تفتیش اور ہجوم کے ہاتھوں قتل اور حملوں کے واقعات ہیں۔ ان واقعات میں مسلمان ہجوم (بلوائی) میں شریک ہونے والے لوگوں کے خلاف ٹھوس قانونی کارروائی نہیں کی جاتی۔

ہجوم جمع کر کے تشدد کے مرتکب افراد کے لیے قانونی کارروائی کو طول دینے اور احتساب کی کمی کے مسائل کو انسانی حقوق کے کارکن اُجاگر کرتے رہتے ہیں۔ غیر قانونی ہجوم میں شریک لوگ اکثر یا تو انتہائی دائیں بازو کی مذہبی سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہوتے ہیں یا اُن کے حامی۔ جن افراد پر توہین مذہب کا الزام لگایا جاتا ہے ان کے خلاف تشدد بھڑکانے، مذہبی اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز تقاریر پھیلانے اور مبینہ توہین رسالت کے واقعات کے بارے میں جعلی خبریں پھیلانے کے لیے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور واٹس ایپ کا بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس عمل کے متاثرین کے لیے خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اسی طرح فرقہ وارانہ تشدد، جو بنیادی طور پر شیعہ برادریوں کو نشانہ بناتا ہے، پاکستان میں شدت اختیار کر گیا ہے جیسے کرّم (خیبر پختونخوا) کے علاقے میں جاری بے چینی اور بدامنی، گلگت بلتستان میں کشیدگی اور کراچی کے کچھ حصوں میں تشدد کے واقعات۔

ہندو اور مسیحی خواتین اور لڑکیاں، بالخصوص شمالی سندھ میں، ایک خاص نوعیت کی ذہن سازی اور اغوا کے خطرات سے دوچار ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے پاکستان انسانی حقوق کمیشن کے فیکٹ فائنڈنگ مشن نے نشاندہی کی تھی کہ سندھ میں (جہاں پاکستان میں ہندوؤں کی اکثریت رہتی ہے) مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مذہبی اقلیتوں کو بے روزگاری، بے بنیاد مقدمات اور حملوں کا سامنا ہے اور یہ صورتحال انہیں انتقامی کارروائی کے خوف سے خاموش رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ 2023 کی مردم شماری سے بھی مذہبی اقلیتیں مطمئن نہیں۔ یہ اقلیتیں سمجھتی ہیں کہ مردم شماری میں اُن کی تعداد کم بتائی گئی اور نتیجتاً آبادی کی بنیاد پر ان کی نمائندگی میں کمی آئی۔

مذہبی آزادی پر کام کرنے والے سول سوسائٹی گروپس کو بڑی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسے فنڈنگ تک محدود رسائی، نگرانی اور جانچ پڑتال میں اضافہ۔ یہاں تک کہ گرجا گھر بھی اکنامک افیئرز ڈویژن کی منظوری کے بغیر غیر ملکی فنڈز حاصل نہیں کر سکتے۔ شہری آزادیوں، جمہوریت اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی غیر منافع بخش تنظیمیں اور انسانی حقوق کے کارکن ان پابندیوں سے نمایاں طور پر متاثر ہوئے ہیں۔

مثبت پہلو دیکھا جائے تو ایسی مثالیں موجود ہیں جب عدلیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے مذہبی مقدمات اور حملوں میں مشتبہ افراد اور متاثرین کو ریلیف فراہم کیا گو ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا ہے۔ بعض خوش آئند اقدامات بھی دیکھنے میں آئے، جیسے سندھ میں ایک اقلیتی رکنِ اسمبلی کو ڈپٹی اسپیکر بنایا گیا اور پنجاب میں ایک اقلیتی رکنِ اسمبلی کا وزیر کے طور پر تقرر کیا گیا۔

2 طریقہ کار

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کئی دہائیوں سے مذہبی آزادی کے حق کی خلاف ورزیوں اور متعلقہ بدسلوکیوں کو دستاویزی شکل دے رہا ہے۔ یہ اس موضوع پر ادارے کی چوتھی سالانہ رپورٹ ہے جس میں جولائی 2023 سے جون 2024 کے درمیانی عرصے کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ رپورٹ انسانی حقوق کے کارکنوں اور حقوق کی خلاف ورزیوں کے متاثرین کے انٹرویوز پر مشتمل ہے جو آمنے سامنے کیے گئے ہیں یا دُور سے (ٹیلی فون، وٹس ایپ وغیرہ کے ذریعے)۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ رپورٹ ایچ آر سی پی کے تحقیقاتی تجزیوں، سرکاری دستاویزات، قانونی ریکارڈز، میڈیا رپورٹس، اوپن سورس ڈیٹا، ایکس (سابقہ ٹویٹر)، فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک کی سوشل میڈیا پوسٹس اور تصویری (بصری) شواہد پر مبنی ہے۔

مذہبی اقلیتوں یا ان کی املاک کے خلاف امتیازی یا پُرتشدد حملوں کی ویڈیوز (خواہ وہ واٹس ایپ پر معتبر ذرائع سے موصول ہوئی ہوں یا سوشل میڈیا پر پہلی بار دیکھی گئی ہوں) کی تصدیق متاثرہ گروپس، انسانی حقوق کے کارکنوں اور عینی شاہدین سے بات کر کے کی گئی۔ جہاں جہاں پولیس دستاویزات دستیاب تھیں ان کا بھی جائزہ لیا گیا اور جہاں ممکن ہوسکا وہاں متعلقہ واقعہ کے وقت کا بھی تعین کیا گیا۔

ذرائع کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے جہاں ضروری ہُوا اُن کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ ایچ آر سی پی نے توہین مذہب کے مقدمات اور قیدیوں سے متعلق اعداد و شمار کے لیے صوبائی حکام سے بھی رابطہ کیا لیکن مکمل جواب حاصل نہیں ہوسکا۔ حسب سابق ایچ آر سی پی کو اس بات پر تشویش ہے کہ سرکاری اعداد و شمار اور دستاویزات تک رسائی محدود ہے۔

مذہب سے وابستہ جرائم کی شرح کو اُجاگر کرنے کے لیے ایچ آر سی پی نے توہین مذہب کے مقدمات اور مذہب کی جبری تبدیلی کے اُن اعداد و شمار کا جائزہ بھی لیا جنھیں آزاد تنظیموں اور اقلیتی برادریوں نے مرتب کیا تھا۔ ان معلومات کا پاکستان کے آئین، ملکی قوانین اور انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کی روشنی میں جائزہ لیا گیا۔

3 مذہب اور عقیدہ کی آزادی (ایف او آر بی) پر پُر تشدد پابندیاں

3.1 مقتدر حلقے اور مذہب وعقیدہ کی آزادی

یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ پاکستانی ریاست نے اکثریتی مذہب کے ماننے والوں کے احساسات وجذبات کو خوش کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔

فروری 2024 کے عام انتخابات سیاسی ہنگامہ آرائی کے طویل دورانیہ کے درمیان منعقد ہوئے اور ان کی ساکھ کو مجروح کیا گیا جیسا کہ ایچ آر سی پی اور دیگر آزاد مبصرین نے اس معاملے کو دستاویزی صورت میں اُجاگر کیا۔[1] جہاں تک مذہب اور عقیدے کی آزادی کا تعلق ہے، احمدی برادری کے ساتھ ایک بار پھر ایک علیحدہ ووٹر لسٹ بنا کر امتیازی سلوک کیا گیا، بجائے اس کے کہ انتخابات رائے دہندگان کی مشترکہ فہرست پر کرائے جاتے۔[2] تاہم، زیادہ تعداد میں اقلیتی امیدواروں کو الیکشن لڑنے کے لیے ٹکٹ الاٹ کیے گئے۔ تاہم، شیڈول کاسٹ ہندوؤں نے تشویش کا اظہار کیا کہ ان کے پاس انتخابی عمل میں حصہ لینے کے لیے درکار مناسب وسائل نہیں اور الزام لگایا کہ اعلیٰ ذات کے ہندو اُن کا نقصان کر کے زیادہ نمائندگی حاصل کر لیتے ہیں۔[3] انتہائی دائیں بازو کی جماعت تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) نے تمام صوبوں میں بڑی تعداد میں امیدوار کھڑے کیے، ٹی ایل پی نے ملک بھر میں 28 لاکھ 90 ہزار ووٹ حاصل کیے اور اکثریتی جماعتوں کے ووٹ بینک کو جزوی طور پر تقسیم کر دیا۔[4]

انتخابات کے بعد ایک حوصلہ افزا پیش رفت یہ ہوئی کہ سندھ اسمبلی کے ایک مسیحی رکن انتھونی نوید کو ڈپٹی اسپیکر منتخب کر لیا گیا۔[5] پنجاب میں رمیش سنگھ اروڑہ کو انسانی حقوق اور اقلیتوں کے امور کا وزیر مقرر کیا گیا۔ وہ صوبے کے پہلے سکھ وزیر بن گئے۔[6] پنجاب میں نئی حکومت نے مسیحی برادری کیلیے ترقیاتی سکیموں کا اعلان بھی کیا۔[7]

سپریم کورٹ کے اس وقت کے چیف جسٹس، جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کے خلاف 2024 کے اوائل میں ایک پُر زور مہم چلائی گئی کہ انہوں نے مذہبی جرائم کے الزام کا شکار ہونے والے ایک احمدی شخص کو ضمانت دی تھی۔[8] جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمان) نے جماعت اسلامی اور دیگر جماعتوں کے تعاون سے مہم کی سربراہی کی۔ تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) نے اس موقع کو استعمال کرتے ہوئے سابق چیف جسٹس کو دھمکیاں دیں، عدالتی اختیار کو چیلنج کیا

اور احمدی برادری کے خلاف تشدد کو ہوا دی۔ دھمکیاں دینے کے باوجود ٹی ایل پی کے کسی رہنما کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ فروری 2024 میں، ایک پرتشدد ہجوم نے اسلام آباد کے ریڈ زون کی سکیورٹی کو پامال کیا جہاں سپریم کورٹ واقع ہے۔ کیچڑ اچھال کر رُسوا کرنے والی اِس مہم کے دوران رپورٹس آئیں کہ چیف جسٹس اور ان کے اہل خانہ کی جانوں کو خطرات لاحق ہیں۔ ایچ آر سی پی نے میڈیا کے چند حلقوں اور کچھ سیاسی رہنماؤں کی زندگیوں سے متعلق تشویش کا اظہار کیا جو اس خطرناک معاملے میں کود پڑے تھے۔[9]

3.2 توہین مذہب کے قوانین کا غلط استعمال

توہین مذہب کے مقدمات

زیر بحث پورے عرصے کے دوران توہین مذہب کے مقدمات درج کیے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔ 'سینٹر فار سوشل جسٹس' نامی تنظیم کے مرتب کردہ اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جنوری سے اگست 2024 کے وسط تک کم از کم 225 افراد پر توہین مذہب کا الزام عائد کیا گیا[10] جبکہ 2023 میں ایسے 329 واقعات سامنے آئے تھے۔[11] جولائی سے ستمبر 2023 تک سرگودھا اور وسطی پنجاب کے کچھ حصوں میں مسیحیوں کے خلاف مہم اور پرتشدد واقعات کے باعث کشیدگی رہی۔[12] سرگودھا شہر میں ایچ آر سی پی کے ایک مشن کو پتہ چلا کہ مسیحی نوجوانوں کے خلاف توہین مذہب کے الزام میں متعدد ایف آئی آرز کا اندراج کیا گیا۔[13] جیسا کہ سیکشن 3.4 میں بتایا گیا ہے۔ سرگودھا میں یہ کشیدگی بالآخر زیادہ پرتشدد انداز میں ظاہر ہوئی۔

مارچ 2024 میں، ایک 22 سالہ مسیحی نوجوان کو واٹس ایپ کے ذریعے 'توہین آمیز' مواد شیئر کرنے پر سزائے موت اور ایک 17 سالہ نوجوان کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔[14] ستمبر 2023 میں چار افراد کو راولپنڈی کی ایک عدالت نے اسی طرح کے الزامات میں سزائے موت سنائی تھی۔[15] اگست 2023 میں لاہور میں آٹھ احمدی افراد کو اپنے عقیدے کی تبلیغ کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔[16] جبکہ کچھ ملزمان نے عدالتوں سے ریلیف حاصل کیا۔ تاہم عدالت سے بری کیا جانا یا ضمانت ہو جانا اس بات کی ضمانت نہیں کہ مزید تشدد اور امتیازی سلوک سے تحفظ مل جائے گا۔[17]

دریں اثنا، واٹس ایپ کے ذریعے گستاخانہ پیغامات بھیجنے کی ملزمہ ایک نوجوان خاتون انیقہ عتیق ہیں اور فیس بک پر توہین مذہب کا مواد لگانے پر سزا یافتہ جنید حفیظ (جو ایک استاد ہیں) ہیں۔ دونوں کو بالترتیب 2022 اور 2019 میں سزائے موت سنائی جا چکی اور دونوں قید میں ہیں۔[18] البتہ، عدالت سے انصاف ملنے کا ایک غیر معمولی واقعہ بھی ہُوا۔ توہینِ مذہب کے الزام میں عمر قید کی سزا پانے والے گھوٹکی کے رہائشی ہندو استاد نوتن لال کو مارچ 2024 میں رہا کر دیا گیا۔[19] نومبر 2023 میں، سپریم کورٹ نے توہین مذہب کے الزام میں "ذہنی طور پر بیمار" ایک شخص کو ضمانت دے دی۔[20]

باکس: توہین مذہب کے کاروبار کا پراجیکٹ

ایچ آرسی پی نے پہلے ہی نشان دہی کر دی تھی کہ توہین مذہب کے قانون کے حامی وکلا اور انتہائی دائیں بازو کے کچھ ارکان پر مشتمل ایک غیر رسمی کمیشن موجود ہے اور سرگرم ہے جس کا نام م لیگل کمیشن آن بلاسفیمی پاکستان ہے۔ یہ کمیشن سوشل میڈیا اور الیکٹرانک کمیونی کیشن کے ذریعے مبینہ طور پر توہین مذہب کے مرتکب افراد کے خلاف نفرت پھیلانے اور مقدمات درج کرانے کی ایک منظم مہم کا اہتمام کرتا ہے۔[23]

سال 2024 کے اوائل میں، پنجاب پولیس کی اسپیشل برانچ نے ایک تفتیشی رپورٹ بنائی جس کا عنوان تھا "دی بلاسفیمی بزنس"۔ یہ رپورٹ جنوری 2024 میں دو اضلاع کے ایف آئی اے حکام کو بھی دی گئی۔ اس رپورٹ کا لمبا چوڑا عنوان ہے: ''ایک مشکوک گروہ نوجوانوں کو توہین مذہب کے مقدمات میں پھنسا رہا ہے اور راولپنڈی اور اسلام آباد میں ایف آئی اے سے رجوع کرنے کے بعد ان سے رقم بٹور رہا ہے۔'' اس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ مذکورہ گروہ کے ارکان ایک منصوبے کا حصہ تھے جو بلیک میلنگ کے ذریعے لوگوں کو توہین مذہب کے من گھڑت مقدمات میں پھنساتے تھے۔[24] اس تفتیش میں ایک حیران کن انکشاف یہ ہوا کہ ایف آئی اے میں رپورٹ شدہ اور رجسٹرڈ توہین مذہب کے 90 فیصد مقدمات میں یہی سازشی گروہ شکایت کنندہ تھا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ لیگل کمیشن آن بلاسفیمی پاکستان کے سربراہ راؤ عبدالرحیم برس ہا برس سے اس بات کے کھلے عام دعویدار ہیں کہ انکے ایف آئی اے سائبر کرائم ونگ کے ساتھ تعلقات کار ہیں اور یہ ان کے گروپ اس بات پر فخر کرتا ہے کہ انہوں نے ٹیکنالوجی کے ذریعے توہین مذہب کا ارتکاب کرنے والوں پر سینکڑوں مقدمات تیار کیے ہیں۔[25]

اسپیشل برانچ کی رپورٹ کے مطابق "توہین مذہب کے کاروبار" کے نیٹ ورک کے کم از کم 300 متاثرین تھے اور ان میں سے زیادہ تر سنی مسلمان نوجوان تھے۔ اس گروپ کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ واٹس ایپ گروپس میں فحش تصاویر اور ویڈیوز شیئر کر کے نوجوانوں کو ہدف بناتے ہیں۔ اگر کوئی اس پر تبصرہ کرتا ہے یا اس مواد سے منسلک ہوتا ہے تو ایسے افراد کو توہین مذہب کے جھوٹے الزامات کے ذریعے بلیک میل کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ ان منصوبہ سازوں کو رقم ادا کرنے سے قاصر ہو تو کیس ایف آئی اے کو بھیج دیا جاتا ہے۔ تحقیقات میں سائبر کرائم ونگ کے افسران کی ملی بھگت کا انکشاف بھی ہوا، جس میں کہا گیا کہ توہین مذہب کے مقدمات ایف آئی اے نے ایجنسی کے بعض عناصر کی ملی بھگت سے تیار کیے۔[26] دستاویزی ثبوت کے باوجود، ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی۔ مذہبی اقلیتوں کے ارکان طویل عرصے سے ایف آئی اے کے اندر ایسے افراد کی ممکنہ موجودگی کے خطرات سے آگاہ کرتے رہے ہیں جو یا تو توہین مذہب کے مبینہ مقدمات میں منظم انتہا پسند گروہوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں یا پھر آن لائن توہین مذہب کے مقدمات کی منصفانہ تفتیش میں مجرمانہ غفلت برتتے ہیں۔ تاہم، ان خدشات کو برسوں سے نظر انداز کیا گیا اور انہیں حل نہیں کیا گیا۔ مذہبی اقلیتوں کی شکایات کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ سازشی عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی اور جرائم پیشہ گروہ نے بالآخر ایک ایسی کارروائی انجام دی جس نے سینکڑوں نوجوانوں کی زندگیاں برباد کر دیں۔

توہین مذہب کے قیدیوں کی تعداد[21]

پنجاب ہی بدستور وہ صوبہ ہے جس کی جیلوں میں توہینِ مذہب کے الزامات کا شکار ہونے والے قیدیوں کی سب سے بڑی تعداد موجود ہے۔ اکتوبر 2024 تک، صوبے بھر کی جیلوں میں تعزیرات پاکستان کی شقوں 295 اے، بی اور سی کے تحت توہین مذہب کے مجموعی طور پر 566 افراد قید تھے جن کے مقدمات چل رہے تھے، ان میں 543 مرد، 22 خواتین اور ایک نابالغ شامل تھے۔[22] سزا یافتہ قیدیوں کی تعداد 47 بتائی گئی جبکہ غیر مصدقہ سزا یافتہ قیدیوں کی تعداد 23 تھی، جن میں سے تین خواتین تھیں۔ صوبے میں چھ سزا یافتہ قیدی تھے جو تمام مرد تھے۔

سندھ میں 31 جولائی 2024 تک جیلوں میں توہین مذہب کے 87 قیدی تھے جن میں سے 37 کے خلاف مقدمات ابھی زیر سماعت تھے۔[27] 87 قیدیوں میں سے 40 تعزیرات پاکستان کی شقوں 295 اے، بی اور سی تک کے تحت قید ہیں اور 47 افراد پاکستان الیکٹرانک کرائمز ایکٹ 2016 کی شقوں 9 سے 11 کے تحت ڈیجیٹل اسپیس میں توہین مذہب کرنے پر قید ہیں۔ ایک پریشان کن رجحان یہ ہے کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر توہین مذہب کے الزام میں قید 47 میں سے 43 کے خلاف اضافی طور پر 295 سی کا الزام بھی لگایا گیا جس پر سزائے موت مقرر ہے۔ 25 جولائی 2024 تک، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں توہین مذہب کے الزام میں قید افراد کی تعداد بالترتیب 64 اور 2 تھی۔[28]

وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے) نے 2023 کی اپنی سالانہ رپورٹ میں سائبر کرائم ونگ کی جانب سے درج کردہ اور زیر تفتیش آن لائن یا ڈیجیٹل توہین مذہب کے مقدمات کی تعداد درج نہیں کی۔[29] تاہم، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر)، ایچ آر سی پی اور آزاد میڈیا کی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ سائبر کرائم ونگ نے بظاہر باضابطہ طریقہ کار پر عمل کیے بغیر آن لائن توہین مذہب کرنے والے مشتبہ افراد کے خلاف مقدمات کا اندراج کیا اور ان مقدمات کے نتیجے میں گرفتاریاں کیں۔

مذہبی تشدد کی روک تھام میں پولیس کی بروقت کارروائی

قانون نافذ کرنے والے اہلکار اکثر مذہب کی آڑ میں نفرت پر مبنی جرائم کو روکنے میں ناکام رہے۔ اسی طرح وہ تشدد کے واقعات کے خلاف کارروائی کرنے اور توہین مذہب کے الزام میں ملوث افراد کو ہجوم کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچانے میں بھی اکثر ناکام رہے۔ پھر بھی، اس معاملے میں اہلکاروں کی جانب سے ہمت دکھانے کی تھوڑی سی مثالیں موجود ہیں۔ فروری 2024 میں، ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے لاہور کے ایک بازار میں پرتشدد ہجوم کے ہاتھوں توہین مذہب کے الزام کا شکار ہونے والی ایک نوجوان خاتون کو بچایا۔[30] ہجوم نے خاتون پر توہین مذہب کا

الزام اس بنیاد پر لگایا تھا کہ اس نے ایسا لباس پہن رکھا تھا جس پر عربی الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ پولیس افسر نے ہجوم کو پر امن رہنے پر آمادہ کیا اور متاثرہ خاتون کو اس کے چنگل سے نکالنے میں کامیاب ہوگئیں۔ اگرچہ پولیس افسر کو اس بات پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا کہ اس نے خاتون سے الزام لگانے والوں سے معافی منگوائی۔ تاہم پولیس افسر کی بہادری کی بڑے پیمانے پر تعریف کی گئی۔[31] اس واقعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح بروقت کارروائی انسانی جانوں کو بچا سکتی ہے اور امن وامان برقرار رکھ سکتی ہے لیکن پنجاب اور ملک کے دیگر حصوں میں قانون نافذ کرنے والے ادارے توہین مذہب کے مشتبہ افراد کو ہجوم کے تشدد سے بچانے میں اکثر ناکام رہے ہیں۔

3.3 جڑانوالہ میں ہجوم کی قیادت میں حملہ

''حملہ آوروں نے ہمیں وارننگ دی کہ ہم اپنے گھر خالی کر دیں اور اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو ہمیں جسمانی طور پر نقصان پہنچایا جائے گا۔ ہمارے پادریوں کو بھی یہی کہا گیا۔ ہجوم چیخ رہا تھا، "ہم ان عیسائیوں کو معاف نہیں کریں گے۔ ہم ان کی نسل ختم کر دیں گے۔" میرا ایک بیٹا کام سے گھر واپس آنے پر اپنی جان بچانے کے لیے کچرے کے ڈھیر میں چھپ گیا۔ ہجوم کی آمد کے وقت میری واحد پریشانی اپنی بہوؤں کی جان اور ان کی عزت کو بچانا تھی۔ ان میں سے ایک نے ابھی بچے کو جنم دیا تھا۔ جب ہم واپس آئے تو میں نے دیکھا کہ ہمارے فرنیچر کو توڑ پھوڑ دیا گیا ہے، ہمارے زیورات اور دیگر سامان چوری ہو چکا تھا۔ ہمارے پالتو کبوتروں کو بھی زندہ جلا دیا گیا تھا۔ اب ہمیں کھانے پینے کے لیے دوسروں سے برتن ادھار لینا پڑے، میرا شوہر شدید بیمار پڑ گیا تو میں نے اپنے بیٹوں کی پرورش کے لیے برتن دھوئے اور لوگوں کے گھروں میں صفائی کی۔ ہماری ساری زندگی کی جمع پونجی برباد ہوگئی۔'' ۔شمیم ذوالفقار، جڑانوالہ میں مشتعل ہجوم کے حملے میں بچ جانے والی خاتون[32]

یہ مسیحی پاکستانیوں پر کئی برسوں میں ہونے والا سب سے بڑا حملہ تھا جو 16 اگست 2023 کو کیا گیا۔ جڑانوالہ اور اس کے نواحی دیہات میں مسلمان مردوں کے ہجوم نے حملہ کیا، آگ لگائی، توڑ پھوڑ کی، گھروں، گرجا گھروں اور دیگر املاک کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے انہیں لوٹ لیا۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ دو مسیحی بھائیوں راکی مسیح اور راجہ سلیم مسیح پر توہین مذہب کے جھوٹے الزامات لگائے گئے، جنہیں بعد میں 2024 میں فیصل آباد کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے بری کر دیا۔[33] کم از کم 1,200 مسلمان مرد اس ہجوم کا حصہ تھے، جس نے کم از کم 80 مسیحی گھروں، 24 گرجا گھروں اور درجنوں چھوٹی مسیحی عبادت گاہوں کو جزوی یا مکمل طور پر نقصان پہنچایا۔[34] جڑانوالہ میں مسیحی بستیوں کے قریب واقع مہتاب مسجد کے لاؤڈ اسپیکرز فسادات بھڑکانے کے لیے استعمال کیے گئے۔

ایچ آر سی پی کا ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن اس نتیجے پر پہنچا کہ توہین مذہب کے اس الزام کا آغاز اُس وقت ہوا جب ایک

باکس: تشدد بھڑکانے کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال

جڑانوالہ واقعے کی اصل وجہ سوشل میڈیا کا بدنیتی پر مبنی استعمال اور اس کے ذریعے غلط اطلاعات پھیلانے کی مہم تھی۔ 16 اور 17 اگست 2023 کو جڑانوالہ میں گرجا گھروں اور مسیحی بستیوں کو نشانہ بنانے کے دوران سوشل میڈیا کی رئیل ٹائم مانیٹرنگ سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آئیں۔ [37]

سنیما چوک پر مہتاب مسجد میں ایک شخص کی وڈیو ہے جو "توہین کرنے والے مسیحیوں" سے نمٹنے کے لیے ہجوم جمع کرنے کے لیے لوگوں کو اکسا رہا تھا۔ یہ ویڈیو سوشل میڈیا پر خاص طور سے فیس بک پر سب سے پہلے شیئر کی گئی۔ اسے واٹس ایپ کے ذریعے بھی بڑے پیمانے پر شیئر کیا گیا۔ فیس بک پر ہی کسی اور اکاؤنٹ سے ہجوم کی ویڈیوز ز ہجوم کی ویڈیوز صبح 10.36 بجے اپ لوڈ کر دی گئیں ان ویڈیوز کے ساتھ تفصیلات دی گئی تھیں کہ دونوں مسیحی بھائیوں اور یہاں تک کہ ان کے والد نے مبینہ توہین مذہب کی ہے۔ جائے وقوعہ پر موجود عینی شاہدین نے تصدیق کی کہ انہوں نے صبح اُسی وقت مشتعل ہجوم کو تشدد کرتے اور اس کی ریکارڈنگ کرتے دیکھا۔

مقامی طور پر کیبل پر چلائے جانے والے ٹیلی ویژن چینلز اور مقامی ڈیجیٹل صحافیوں نے ان ویڈیوز کو شیئر کیا۔ صبح 11 بجے سے دوپہر 12 بجے کے درمیان، ایک نجی ٹیلی ویژن چینل کی ایک ویڈیو رپورٹ نشر کی گئی جو نشر کیے جانے کے وقت سے پہلے ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس رپورٹ میں ان پڑوسیوں اور ہجوم کے شرکاء کی رائے شامل تھی جو آزادی سے شرکا کو تشدد پر بھڑکا رہے تھے۔ نشریات کے دوران صحافی نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا کہ دونوں مسیحی بھائیوں نے واقعی توہین مذہب کی تھی۔ اس ویڈیو کو فیس بک پر بھی شیئر کیا گیا، جہاں اسے دس لاکھ سے زیادہ ویوز ملے، ہزاروں مرتبہ لوگوں نے ری پوسٹ کیا، تیس ہزار لوگوں نے اس سے انٹرایکشن کیا اور اس پر دو ہزار سے زیادہ تبصرے (کمنٹ) کیے گئے۔

چند ہی گھنٹوں میں جڑانوالہ اور فیصل آباد کے فیس بک اکاؤنٹس نے مبینہ توہین مذہب کی مذمت شروع کر دی اور مقدس آیات کی تکریم کی حفاظت کرنے کا عہد کیا۔ [38] سوشل میڈیا اور واٹس ایپ پر ٹی ایل پی سے وابستہ ملاؤں اور رہنماؤں کی ویڈیوز کی بھرمار ہوگئی جو مسیحی اسسٹنٹ کمشنر شوکت مسیح سندھو کے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہے تھے۔ شوکت سندھو 2022 سے جڑانوالہ میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اگلے دن، 17 اگست 2023 کو یہ مواد مختلف پلیٹ فارمز پر موجود رہا، جس میں یوٹیوب اور ٹک ٹاک پر مزید ویڈیوز اپ لوڈ کی گئیں۔ ان الزامات سے متعلق ہیش ٹیگز ٹاپ ٹرینڈ کرتے رہے اور شروع کے دنوں میں پوسٹس کی تعداد 46,000 تھی۔

16 اگست 2023 کو شام 8:39 بجے ایک ڈیجیٹل میڈیا آؤٹ لیٹ نے ایک ویڈیو لگائی جس میں بحث کا ہدف اسسٹنٹ کمشنر سندھو تھے۔ اس میڈیا آؤٹ لیٹ کے لاکھوں فالورز ہیں۔ اس کے بعد سندھو کو موت کی دھمکیوں کی بنا پر وہاں سے نکالنا پڑا۔ ویڈیو میں کیے جانے والے مباحثہ میں اگرچہ تشدد کی مذمت کی گئی لیکن مسیحی بھائیوں کے خلاف الزامات کی توثیق کی گئی۔ فیس بک اور ٹک ٹاک پر متعدد پوسٹس لگائی گئیں اور کمینٹ کیے گئے جن میں کہا گیا کہ 'لوگ اپنا کردار ادا کریں تاکہ ملزم سزا سے نہ بچ پائیں اور ان میں تشدد پر بھڑکایا گیا۔

این سی ایچ آر نے اپنی بریفنگ میں بتایا کہ جڑانوالہ حملے کے 24 گھنٹے کے اندر اندر مختلف پلیٹ فارمز پر کم از کم دس لاکھ سوشل میڈیا پوسٹس لگائی گئی تھیں، جن میں سے زیادہ تر کو بعد میں متعلقہ پلیٹ فارمز نے ہٹا دیا تھا۔ اس رپورٹ میں لیے گئے سوشل میڈیا کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیش ٹیگ کے ساتھ متعدد پوسٹس اشتعال انگیزی کے لیے استعمال ہوئیں۔ اس دن کی ویڈیوز اور واقعے کے بارے میں غلط معلومات آن لائن اب بھی دستیاب ہیں۔

مسلم خاتون نے مسیحی بھائیوں کے گھر کے باہر "گیس میٹر پر گستاخانہ مواد چسپاں" پایا۔ 16 اگست 2023 کی صبح 7 بجے درج کی گئی پولیس رپورٹ میں کہا گیا کہ مسیحی بھائیوں نے مقدس اسلامی آیات کی بے حرمتی کر کے اسے کیلنڈر کے طور پر استعمال کیا۔[35] ان مسیحی بستیوں میں زیادہ تر رہنے والے گھریلو ملازم، یومیہ اجرت پر کام کرنے والے اور سرکاری محکموں میں مستقل یا عارضی بنیادوں پر صفائی کرنے والے عملے پر مشتمل ہیں۔ وہ کئی دہائیوں سے جڑانوالہ اور اس کے نواحی دیہات میں رہائش پذیر تھے۔

ہجوم کے حملوں کا سلسلہ ایک دن تک جاری رہا اور اس کے کچھ حصے اُسی وقت سوشل میڈیا پر براہ راست نشر کیے گئے۔ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز بشمول ٹک ٹاک، فیس بک، ایکس (سابقہ ٹوئٹر) اور یوٹیوب کو بھی نفرت اور تشدد کو ہوا دینے اور مبینہ توہین مذہب کے بارے میں غلط معلومات پھیلانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ گھروں اور گرجا گھروں پر حملے رات تک جاری رہے، اور پولیس اور رینجرز کے طلب کیے جانے کے باوجود لوگ سڑکوں اور کھیتوں میں تحفظ سے محروم اور مختلف خطرات سے دوچار تھے۔[36] چند زندہ بچ جانے والوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے گھروں کو تباہ ہوتے اور املاک اور گرجا گھروں کو جلتے دیکھا۔ کچھ لوگ جو بچ نکلنے کی کوشش کر رہے تھے، ان کے بیگ اور سامان بھی ہجوم نے چھین لیے۔

ایچ آر سی پی اور دیگر سول سوسائٹی کی تنظیموں نے حملے کے حقائق اور اس کی شدت کا تعین کرنے کے لیے جڑانوالہ میں تحقیقاتی مشن کا کام کیا۔ اس مشن کے نتائج سے ثابت ہوا کہ ٹی ایل پی کے رہنماؤں اور کارکنوں نے مسیحی بھائیوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرانے کے لیے پولیس سے رابطہ کیا تھا اور جب تشدد پھوٹ پڑا تو پولیس نے ردعمل کے طور پر کارروائی کرنے میں تاخیر کی، این سی ایچ آر کی طرف سے کی گئی تحقیقات سے پتا چلا کہ پولیس کی صلاحیت محدود تھی اور مذہبی علما کی طرف سے لوگوں کو اکسانے کا عمل منظّم اور دانستہ تھا۔ حملے میں زندہ بچ جانے والوں اور عینی شاہدین نے اپنے انٹرویوز میں اس دعوے کی تصدیق کی۔ ایچ آر سی پی اور این سی ایچ آر دونوں کو اپنے اپنے مشن کے ذریعے معلوم ہوا کہ حالیہ برسوں میں جڑانوالہ کے اُن علاقوں میں فرقہ ورانہ کشیدگی بڑھی ہے جہاں ماضی میں مسلمان اور مسیحی ایک ساتھ رہا کرتے تھے۔

پولیس کی جوابی کارروائی

ایچ آر سی پی مشن نے رپورٹ کیا کہ پولیس نے 16 اگست 2023 کو تشدد کے واقعات پر ردعمل کی کارروائی کرنے میں تاخیر کی۔ حملے کے دن کے شروع میں بننے والی ویڈیوز میں دیکھا جا سکتا ہے کہ پولیس اہلکار ہجوم کو خوش کرنے کے لیے یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ وہ چھاپے ماریں گے اور مشتبہ افراد کو گرفتار کریں گے۔ مشتعل ہجوم کے تشدد پر قابو پانے میں پولیس کا کردار امن وامان کو برقرار رکھنے کے معیار پر پورا نہیں اترتا، خاص طور پر پاکستان میں توہین مذہب کے

الزامات جیسے حساس معاملات میں۔ اس کے بجائے، پولیس کا رجحان ہوتا ہے کہ ہجوم کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ دو مسیحی ملزمان کی گرفتاری کی تصدیق کرتے ہوئے پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس ڈاکٹر عثمان انور نے اپنے ویڈیو بیان میں کہا کہ مسلمان ہونے کے ناطے پولیس اسلام کی 'توہین' برداشت نہیں کرے گی۔[39] یہ بیان انتہائی دائیں بازو کے شدت پسندوں کو خوش کرنے کے لیے جاری کیا گیا۔ اپنے بیان کے دوران انہوں نے مذہبی اقلیتوں کے تحفظ کے بارے میں بات کی اور عزم کا اظہار کیا کہ قصوروار افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مبینہ گستاخی کرنے والوں کو مجرم کہہ کر یہ عہد کیا کہ ان سے اس کا حساب لیا جائے گا۔ صوبائی پولیس کے سربراہ کی حیثیت سے اُنہوں نے بغیر کسی کارروائی کے مشتبہ افراد کو مجرم قرار دے دیا۔ اِس سے اُن غلط معلومات کو مزید تقویت ملی جو توہینِ مذہب کے تمام الزامات کی بنیاد ہیں۔ 28 اگست 2023 کو ایک الگ بیان میں، آئی جی ڈاکٹر عثمان انور نے بھارتی انٹیلی جنس پر جڑانوالہ حملوں کی منصوبہ بندی کرنے کا الزام بھی لگایا تاکہ (ان کے خیال میں) بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک سے دنیا کی توجہ ہٹائی جاسکے۔[40] حالانکہ لگتا تو یہ ہے کہ پنجاب پولیس کا یہ بیان پاکستان میں مذہبی اقلیتوں پر حملوں سے توجہ ہٹانے کی کوشش ہے۔

جڑانوالہ واقعے کی تفتیش کی صورتحال

فروری 2024 میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے جڑانوالہ حملوں سے متعلق پنجاب حکومت کی رپورٹ کو مسترد کردیا اور پولیس کو دوبارہ رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا۔ تاہم اپ ڈیٹ کی گئی رپورٹ ایچ آر سی پی کی رپورٹ بنانے کی مدت کے اختتام تک عدالت میں جمع نہیں کرائی گئی تھی۔

جون 2024 کے آخر تک، جڑانوالہ حملوں کے الزام میں دو افراد جیل میں تھے، ایک مسیحی شخص پرویز کوڈو تھا جس پر عیسائی بھائیوں کے خلاف توہین مذہب کے من گھڑت الزام میں معاونت کا الزام ہے۔ دوسرا ایک مسلمان آدمی تھا۔ مشتعل ہجوم کی جانب سے تشدد کے الزام میں گرفتار کیے گئے 300 افراد کو رہا کردیا گیا، جس سے احتساب کا فقدان ظاہر ہوتا ہے۔ متاثرہ مسیحی خاندانوں کی نمائندگی کرنے والے وکلاء میں سے دو وکیلوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کی ناقص تفتیش ان وجوہات میں سے ایک ہے جن کی بنا پر ملزمان کو پہلے ضمانت دی گئی اور پھر رہا کردیا گیا۔[41] تفتیشی افسران ہجوم میں شامل افراد کے کردار کا تعین کرنے میں بار بار ناکام رہے۔ ایک شخص جس کا نام یاسین بتایا جاتا ہے وہ دونوں مسیحی بھائیوں کے خلاف اشتعال انگیزی میں پیش پیش رہنے والوں میں سے ایک تھا۔[42] اُس کو گرفتار کرلیا گیا لیکن بالآخر لاہور ہائی کورٹ نے اسے ضمانت دے دی۔ پولیس کی مدعیت میں درج کی گئی پانچ ایف آئی آرز میں سینکڑوں افراد کو نامزد کیا گیا تھا۔ متاثرین کے لیے انصاف اور مجرموں کو جوابدہ ٹھہرانے کے لیے مہم چلانے والی این جی اوز کے ارکان کے مطابق، ٹی ایل پی اور دیگر مذہبی جماعتوں سے وابستہ اور کم از کم دو ایف آئی آر میں نامزد ملزمان کو

باکس: توہین مذہب کی بنیاد پر ہجوم کے ہاتھوں قتل کے واقعات کا تفصیلی جائزہ

پچیس مئی 2024 کو، پنجاب کے شہر سرگودھا میں ایک مسیحی بزرگ شہری، جس پر مبینہ طور پر قرآن مجید کی بے حرمتی کرتے ہوئے توہین مذہب کا الزام تھا، اس پر وحشیانہ تشدد کی ویڈیوز، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر سامنے آئیں، ان سوشل میڈیا پلیٹ فارمز میں فیس بک، ایکس (سابقہ ٹویٹر)، ٹک ٹاک، انسٹاگرام اور یوٹیوب شامل ہیں۔ اس شخص کی شناخت لازر نذیر مسیح گل کے نام سے ہوئی جو جوتوں کی ایک چھوٹی سی فیکٹری کا مالک ہے، اور یہ شخص چھ سال قبل متحدہ عرب امارات سے واپس پاکستان آیا تھا۔ اس کا خاندان بھی مسیحیوں اور مسلمانوں کے ایک مشترکہ محلے میں متعدد جائیدادوں کا مالک تھا۔ اس واقعہ کی تحقیق کرنے والے ایچ آر سی پی مشن کو پتہ چلا کہ لازر نذیر مسیح کے خاندان کو ذاتی جھگڑے کی وجہ سے ہدف بنایا گیا۔ اس علاقہ میں توہینِ مذہب کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔[45]

سوشل میڈیا پر اپلوڈ کی گئی ویڈیوز سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی لوگ ایک سفید بالوں والے بے یارومددگار شخص کو ڈنڈوں سے مار رہے تھے جبکہ دوسرے لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اُس غیر مسلح شخص کو لوگ پتھر، اینٹیں، اور لوہے کے راڈ زمار رہے تھے اور درجنوں لوگ نعرے لگا رہے تھے کہ اسے جان سے مار دو۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس فعل کے مرتکب زیادہ تر افراد اُس مسیحی خاندان کے ہمسائے تھے۔ ایک نئی بات یہ ہوئی کہ اس ہجوم میں عورتوں کا ایک گروہ بھی شامل تھا جو سڑک پر کھڑے ہو کر نعرے لگا رہی تھیں کہ "گستاخ کا سر قلم کر دو۔"[46]

جب سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں ٹارگٹ کلنگ اور توہین مذہب کے الزامات پر ہجوم کے ہاتھوں ہلاکتوں میں اضافہ ہوا ہے یہ پہلا واقعہ ہے کہ عورتیں بھی ہجوم کا حصہ نظر آئیں۔ اس سے پہلے ہونے والے ایسے واقعات کی طرح بچے اور کم عمر لڑکے بھی ہجوم کا حصہ تھے۔ شدید مار پیٹ کے بعد سرگودھا پولیس نے لازار مسیح کو ہجوم سے چھڑوالیا۔ پولیس نے پہلے ہی اس کے خاندان کو ایک محفوظ مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اس شخص کو لے جانے والی ایمبولینس گاڑی پر ہجوم نے حملہ کر کے اُسے جزوی طور پر نقصان پہنچایا اور کئی پولیس والوں کو بھی زخمی کیا۔

لازار مسیح کو پہلے شہر کے سرکاری ہسپتال میں لے جایا گیا لیکن اُس کی سلامتی کو درپیش خطرات کی بنا پر اسے پہلے سرگودھا کے اور بعد میں راولپنڈی کے سی ایم ایچ ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ اس کے سر پر ایسی چوٹیں آئی تھیں کہ اس کا آپریشن بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تین جون 2024 کو وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔

مرنے والے کے خاندان اور اس علاقہ کے لوگوں کے انٹرویوز سے پتہ چلا کہ ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے پولیس نے جو کاروائی کی وہ ناکافی تھی۔ لازار کو پولیس کی موجودگی میں مارا پیٹا گیا۔ میڈیا سائٹس پر لگائی جانے والی ویڈیوز سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

ایچ آر سی پی مشن کو معلوم ہوا کہ پولیس کو توہین مذہب کے مبینہ واقعہ کی شکایت مل چکی تھی لیکن اس نے کسی ناخوشگوار واقعہ کو پہلے سے روکنے کے لیے کاروائی نہیں کی۔[47] یہ واقعہ مجاہد کالونی میں پیش آیا تھا۔ اس جگہ پولیس کے پہلا چکر لگانے کے بعد لازار مسیح کے پڑوس کی گلی میں واقع مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اعلانات کیے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ وٹس ایپ پیغامات بھیجے گئے۔ اس علاقہ کے ایک رہائشی ایوب گوندل ہیں جنہوں نے ٹی ایل پی کے ٹکٹ پر صوبائی الیکشن لڑا تھا۔ وہ لازار مسیح کی جائداد کے بالکل ساتھ ایک مسجد بنانے کے لیے مہم چلا رہے تھے۔ لازار مسیح کے خلاف مقدمہ درج کرانے والوں میں گوندل کا خاندان بھی شامل تھا۔

گرفتار ہی نہیں کیا گیا۔ ان میں اہل سنت والجماعت کے مفتی محمد یونس رضوی اور آصف اللہ شاہ بخاری نامی ٹی ایل پی کے رہنما شامل تھے، جنہوں نے 6 دیگر افراد کے ساتھ مبینہ طور پر 500 سے زائد افراد کے ہجوم کی قیادت کی تھی (اُن کے خلاف درج کی گئی ایف آئی آر کے مطابق)۔[43]

توہین مذہب کے الزامات اور غلط اطلاعات کا مسئلہ

توہین مذہب کے مختلف الزامات کا بغور جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ الزامات ہمیشہ من گھڑت، بدنیتی پر مبنی غلط اطلاعات اور جعلی خبروں کی بنیاد پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس طرح کے الزامات سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، الیکٹرانک اور ڈیجیٹل پیغامات کی ایپس اور مسجد کے لاؤڈ اسپیکرز کے ذریعے پھیلائے جاتے ہیں۔ کیبل پلیٹ فارمز، آن لائن پورٹلز اور شہری صحافی (سٹیزن جرنلسٹس) بیک وقت سوشل میڈیا صارفین تک ان الزامات کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ یہ صورتحال الزامات کو اُس مقام پر لے جاتی ہے کہ ان الزامات کی بنا پر ہجوم انتہائی پرتشدد کارروائیاں کرنے لگتا ہے۔ ایسی کارروائیاں جن کے ذریعے کسی کی جان بھی لی جاسکتی ہے۔ بدقسمتی سے، غلط اطلاعات اور جعلی خبروں توہین مذہب کے الزامات پر مبنی ہوتی ہیں لیکن اُن پر سرکاری حکام یا مرکزی دھارے کا میڈیا نہ توجہ دیتے ہیں اور نہ انہیں مجرمانہ فعل سمجھتے ہیں۔ اس طرح کی غلط اطلاعات کو پھیلائے جانے سے جو خطرات لاحق ہوتے ہیں اور جو تباہی مچتی ہے اس کی ایک واضح، کُھلی مثال جڑانوالہ کا حملہ ہے۔

3.4 مذہبی بنیاد پر ہونے والی ہلاکتیں

زیر جائزہ مدت کے دوران، توہین مذہب کے الزامات کے بعد سرگودھا میں ایک مسیحی بزرگ شہری کو مشتعل ہجوم نے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ سرگودھا طویل عرصے سے اقلیتوں کے خلاف تشدد اور نفرت پر مبنی جرائم کا گڑھ رہا ہے۔ 2023 میں شہر کے مسیحیوں کو بار بار توہین مذہب کے مقدمات کا نشانہ بنایا گیا۔ جون 2024 میں، سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے ایک مسلمان سیّاح کو سوات میں قرآن پاک کی مبینہ بے حرمتی کے الزام میں قتل کر دیا گیا تھا۔[44] پنجاب کے مختلف شہروں میں مذہبی جرائم کے الزام میں تین احمدی افراد کو بھی قتل کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جب مذہبی عقیدہ کی بنا پر ٹارگٹ کلنگ کے مرتکب افراد کو گرفتار کرلیا جاتا ہے تب بھی اُن لوگوں کا احتساب نہیں ہوتا جو تشدد کو فروغ دیتے اور لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔

احمدی افراد کی ہلاکتیں

میری بڑی بیٹی مجھ سے پوچھتی رہی، "پاپا کہاں ہیں؟ وہ کب واپس آئیں گے؟ میرے پاپا واپس کیوں نہیں آئے؟" پھر، وہ بیمار ہوگئی، اس کا بخار اترتا نہیں تھا، اب تک پڑھائی کے لیے اس کی اسکول میں واپسی نہیں ہوئی ۔۔ ایک مقتول

احمدی کی اہلیہ کی گفتگو[48]

تیس سالہ عنبرین (اس کا اصل نام نہیں) سعداللہ پور، پنجاب میں قتل ہونے والے ایک احمدی کی بیوی ہے۔ وہ اوران کے گاؤں کے دوسرے احمدی باشندے سماجی طور پر الگ تھلگ رہتے تھے، لیکن وہ نہیں جانتی تھیں کہ تشدد کا سلسلہ ان کے شوہر کے قتل تک جا پہنچے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ ان کے شوہر کے کیٹرنگ کے کاروبار کا بائیکاٹ کیا گیا تھا اوران کے بریلوی رشتہ دار مسلسل ان کی مخالفت کرتے تھے۔ جون 2024 میں اس کے شوہر کی ٹارگٹ کلنگ سے کچھ دن پہلے، مذہبی علما علاقے میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ بریلوی گروہ اپنے علاقوں میں محفلوں کی آڑ میں زیادہ تعداد میں عوامی اجتماعات منعقد کرنے لگے تھے۔

اپنے گھر میں تحفظ کی کمی اور مالی تحفظ نہ ہونے کی وجہ سے عنبرین اب سعداللہ پور سے نقل مکانی کر گئی ہے لیکن وہ ذہنی دباؤ سمیت صحت کے مسائل کا شکار ہو چکی ہے۔ اس کی دو بیٹیاں، جن کی عمریں ساڑھے چار سال اور دو سال ہیں، اب اس کی ذمہ داری ہیں۔ اس کی بڑی بیٹی اپنے والد کی غیر موجودگی کے طویل صدمے کی وجہ سے دوبارہ اسکول نہیں جا سکی۔ میں نے شروع میں اس سے جھوٹ بولا اور کہا کہ اس کے والد دوسرے شہر چلے گئے ہیں، لیکن پھر اس نے پوچھا کہ ہم قبرستان کیوں گئے؟ اور میں اپنی بیٹی سے مزید جھوٹ نہیں بول سکتی۔

یہ باتیں عنبرین نے ایچ آر سی پی کو ٹیلی فون پر کیے گئے ایک انٹرویو میں بتائیں۔

عنبرین کے شوہر ان احمدی مردوں میں سے ایک ہیں جنہیں رپورٹ کے زیر جائزہ عرصے کے دوران قتل کیا گیا تھا۔ ایک اور واقعے میں، 8 جون 2024 کو منڈی بہاؤالدین میں ایک اور احمدی بزرگ شہری کو ایک نوجوان نے میں قتل کر دیا۔[49] مارچ 2024 میں حاصل پور میں احمدی عقیدہ رکھنے والے ایک رہنما کو ایک نوجوان نے قتل کر دیا۔ ایچ آر سی پی کے ایک تحقیقاتی مشن کے مطابق، پولیس نے اس شخص کے قریبی رشتہ داروں کو عوام میں یہ جھوٹ بولنے پر مجبور کیا کہ اُس کا قتل عقیدے کی بنیاد پر نہیں بلکہ غیرت کے نام پر ہُوا تھا۔[50]

3.5 احمدی افراد خاص طور پر نشانے پر

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) نے اپریل 2024 میں احمدیہ کمیونٹی کی حالت زار پر ایک رپورٹ جاری کی۔[51] رپورٹ میں اس بات کو اجاگر کیا گیا کہ احمدی برادری کے جان و مال کے تحفظ سے متعلق حقوق کو پاکستان میں شدید خطرات لاحق ہیں۔ رپورٹ میں زور دیا گیا کہ احمدی کمیونٹی کے خلاف نفرت اور تشدد کو ہوا دینے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ رپورٹ میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ ان کے تحفظ کے لیے نگرانی کا طریقہ کار وضع کرے۔ این سی ایچ آر نے خاص طور پر اس نا اُمیدی، عدم تحفظ اور مصائب کو اجاگر کیا

جو احمدی نوجوانوں اور بچوں کو وسیع سماجی تعصب اور ادارہ جاتی امتیاز کی وجہ سے درپیش ہیں۔

سابق چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کے خلاف شدید منفی مہم بھی اس وجہ سے چلائی گئی تھی کہ انہوں نے ایک احمدی شخص مبارک ثانی کو ضمانت دی تھی اور اس مہم نے احمدی کمیونٹی کو مزید خطرات میں ڈال دیا۔ مبارک ثانی پر 2022 میں ممنوعہ مذہبی متن کی تقسیم کا الزام تھا جس سے ''مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے''۔ ان کے خلاف الزامات میں پی پی سی کی دفعہ 295 بی اور سی کے ساتھ پنجاب ہولی قرآن (پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ) (ترمیمی) ایکٹ 2021 کی دفعہ 9 (ون اے) شامل تھے۔[52] اس مقدمہ میں ان کے خلاف درخواست گزار ایک مذہبی گروہ کے رہنما تھے۔ ایچ آر سی پی کی سال 23-2022 کی گزشتہ رپورٹ میں بھی ان کی نشاندہی احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والے فعال مہم جُو کے طور پر کی گئی تھی۔[53] پنجاب میں اسپیشل برانچ کے زیر تفتیش معاملے ''بلاسفیمی بزنس'' گروپ میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔ (سیکشن 3.2 دیکھیے)

عیدالاضحیٰ اور احمدیہ کمیونٹی

جیسا کہ گزشتہ برسوں سے ہوتا رہا ہے، 2024 میں بھی احمدیہ کمیونٹی کے افراد کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا گیا۔ انہیں خاص طور پر قربانی کرنے سے روک دیا گیا۔ مینٹی نینس آف پبلک آرڈر (ایم پی او) آرڈیننس 1960 کے سیکشن 3 کے تحت پنجاب اور سندھ بھر کے شہروں سے من مانی گرفتاریوں، لوگوں کو حراست میں لیے جانے اور چھاپوں کے سلسلے کی اطلاعات ملیں۔[54] کم از کم 36 احمدی مردوں کو عیدالاضحیٰ کی رسومات ادا کرنے پر حراست میں لیا گیا۔

اس رپورٹ کے لیے پی پی سی کی دفعہ 298 سی (جو انہیں مسلمان ظاہر کرنے سے روکتی ہے) کے تحت احمدی مردوں کے خلاف درج ہونے والی تقریباً 12 ایف آئی آرز کا جائزہ لیا گیا۔[55] یہ مقدمات پنجاب میں بھلکی، شیخوپورہ، خانپور، ٹوبہ ٹیک سنگھ، رحیم یار خان، خوشاب، گوجرانوالہ، سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان جبکہ سندھ میں کراچی میں درج کیے گئے۔ رضا آباد، گوجرہ (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں درج ایف آئی آر 24/687 میں شکایت کنندہ محسن رضا نامی ٹی ایل پی کا عہدیدار تھا۔ یہ ایف آئی آر، جس میں ایک احمدی شخص پر جانوروں کی قربانی کرنے کا الزام لگایا گیا تھا، مبینہ جرم کے چند گھنٹوں کے اندر 17 جون 2024 کو درج کی گئی تھی۔ اسی روز گوجرانوالہ میں ایک اور ایف آئی آر (24/591) نصیر احمد نامی ٹی ایل پی کے عہدیدار کی شکایت پر درج کی گئی۔ اس ایف آئی آر میں کہا گیا ہے کہ شکایت کنندہ کو ایک اور مقامی ٹی ایل پی رکن کے ذریعے خبر ملی کہ احمدی شخص عید کی تیاری کر رہا تھا۔ یہ صرف چند مثالیں ہیں جو اس تیز رفتاری اور تنظیمی صلاحیت کا پتہ دیتی ہیں جس کے تحت مخصوص علاقوں میں احمدیہ برادری کو عیدالاضحیٰ منانے سے روکنے کی مہم چلائی گئی۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ کمیونٹی کے خلاف کم از کم چار ایف آئی آرز میں شکایت کرنے والے پولیس افسران تھے۔ ایسا ایک مقدمہ رحیم یار خان کا تھا جہاں 18 جون 2024 کو درج ایف آئی آر 1032 / 24 کا درخواست گزار تھانہ صدر خان پور کا اے ایس آئی نصر اللہ عباسی تھا۔ اس کے علاوہ بھلیکی، شیخوپورہ میں، تھانہ پولیس لائنز کے ایس آئی محمد یاسین ایک احمدی شخص کی عید پر جانور کی قربانی کے خلاف ایف آئی آر 1840 / 24 میں درخواست گزار تھے۔ ایف آئی آر 1872 / 24 سترہ جون 2024 کو شیخوپورہ کے تھانہ اے ڈویژن کے اے ایس آئی مقصود احمد کی شکایت پر درج کی گئی۔ تھانہ سٹی اے ڈویژن کے آر پی او آفس شیخوپورہ کے ایس آئی محمود علی ایف آئی آر 1871 / 24 میں درخواست گزار تھے۔ یہ ایف آئی آر بھی 17 جون 2024 کو احمدی کمیونٹی کے ایک رکن کے خلاف درج کی گئی تھی۔

لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر نے بھی صوبائی حکومت کو مراسلہ ارسال کر کے مطالبہ کیا کہ احمدیوں کی جانب سے جانوروں کی قربانی پر پابندی نافذ کی جائے۔[56]

عید کے موقع پر ایک احمدی شخص کی بلا جواز حراست

ضلع گوجرانوالہ کے علاقے باغبانپورہ میں ایک احمدی شخص کو جبری حراست میں لیا گیا۔ یہ واقعہ عید کے دوران احمدیہ برادری کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کا غماز ہے۔ یہ کارروائی ضلعی انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے طرز عمل پر بھی روشنی ڈالتی ہے جو پہلے سے ستائے ہوئے گروہ پر دھونس جماتے ہیں۔ ایک اور واقعہ محمد طاہر، ایک احمدی ہومیوپیتھی پروفیشنل، سے متعلق ہے۔ 16 جون 2024 کی رات کو حکام کی جانب سے محمد طاہر کو ان کے گھر سے اس لیے گرفتار کر لیا گیا کہ ان کی فیملی کے پاس ایک چھوٹا سا بکرا تھا۔ اس رپورٹ کے لیے کئے گئے انٹرویو میں ان کی اہلیہ نے کہا کہ جس دن ان کے شوہر کو حراست میں لیا گیا تھا، چھ سے سات مسلح پولیس اہلکار زبردستی ان کے گھر میں داخل ہوئے، ان اہلکاروں نے فیملی کی نجی زندگی میں خلل ڈالا کیونکہ وہ پردہ کرتی ہیں۔

وہ کہتی ہیں: ''جب پولیس والے آئے تو میں ننگے سر بیٹھی تھی۔ انہوں نے بکرے کو دیکھا اور جانور کی تصاویر لینے لگے۔ ایک شخص مسلسل ایک سینئر اہلکار کے ساتھ فون پر تھا اور اسے بکرے کی موجودگی کی اطلاع دے رہا تھا۔ اس نے مجھے بدتمیزی سے کہا کہ میں بکرا خریدنے کے مقصد کے بارے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔'' خاتون نے پولیس اہلکاروں پر واضح کیا کہ انہوں نے ایک بھیڑ کا بچہ (میمنا) خریدا تھا جس کی عیدالاضحیٰ پر قربانی کرنا مذہبی طور پر جائز نہیں۔ طاہر کے گھر والوں کے مطابق پولیس افسر نے انہیں ڈرایا دھمکایا اور زبردستی دروازہ کھولتے ہوئے ان کی بڑی بیٹی کو زخمی کر دیا۔ جب اس کا شوہر گھر میں داخل ہوا تو بچوں کے سامنے اسے تھپڑ مارا گیا۔

طاہر کو مبینہ طور پر بغیر سرچ وارنٹ یا ایف آئی آر کے حراست میں لیا گیا تھا۔ انٹرویو کے وقت طاہر کی فیملی اور احمدیہ کمیونٹی کے باغبانپورہ کے فوکل پرسن کسی باضابطہ سرکاری ذریعے سے اس بات کا پتہ نہیں لگا سکے کہ طاہر کہاں ہے؟ بعد میں واضح ہوا کہ یہ حراست ضلعی انتظامیہ کے حکم پر عمل میں لائی گئی تھی۔ اس رپورٹ کی تیاری کے سلسلے میں فون پر ایک انٹرویو کیا گیا جس میں امورعامہ کے ایک افسر نے بتایا کہ عید قربان کی تیاری کے شبہ میں احمدی افراد کو حراست میں لینے کے احکامات ضلعی پولیس کی درخواست پر ایم پی او قوانین کے تحت جاری کیے گئے تھے۔

تاہم، گوجرانوالہ کے ضلعی کمشنر کے دستخط شدہ نظر بندی کے حکم نامے پر 19 جون کی تاریخ لکھی تھی جبکہ نظر بندی 16 جون کو عمل میں آئی۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور ضلعی حکام نے علاقے میں امن وامان اور رواداری کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری احمدی افراد پر ڈال دی کیونکہ حکم نامے میں کہا گیا تھا کہ احمدی افراد کو حراست میں نہ لیے جانے کی صورت میں علاقے میں فرقہ ورانہ امن اور رواداری کو خطرات لاحق ہیں۔

ویڈیو پر احمدی مخالف گالیوں کی ریکارڈنگ

عیدالاضحیٰ کے موقع پر کراچی کی کشمیر کالونی سے پولیس اہلکاروں کی جانب سے قربانی کا گوشت ضبط کرنے کی ویڈیو واٹس ایپ کے ذریعے سامنے آئی۔[57] اس ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ٹی ایل پی کے حامیوں کے طور پر شناخت کیے جانے والے افراد غیر رسمی طور پر پولیس کے چھاپے کا حصہ ہیں۔ ویڈیو میں متاثرہ شخص کی رہائش کا پتہ دیکھا جاسکتا ہے اور ٹی ایل پی کے خود ساختہ حامی نے اسے دُہرایا کیونکہ وہ اس کارروائی کو یقینی بنانے میں اپنی پارٹی کے ساتھیوں کے تعاون کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایک احمدی خاندان کو عیدالاضحیٰ منانے سے روک دیا گیا۔ گوجرانوالہ کی ایک اور ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ عید کی رات ایک احمدی خاندان سے ایک گائے ضبط کی گئی۔

عیدالاضحیٰ سے پہلے ٹی ایل پی کے حامیوں کی طرف سے اپ لوڈ اور شیئر کی گئی ویڈیوز (اس رپورٹ کے جائزے کی بنیاد پر) میں ایسی ویڈیوز پولیس فورس کو دکھائی گئیں جو عوامی اشتعال اور دھمکیوں پر مبنی تھیں کہ احمدیہ کمیونٹی کو اگر عیدالاضحیٰ منانے کی اجازت دی گئی تو یہ سب کچھ ہوگا۔ ایسا ہی ایک واقعہ مئی 2024 میں جہلم میں پیش آیا جب ٹی ایل پی کے مقامی رہنما عاصم اشفاق رضوی نے جانوروں کی قربانی کرنے والے احمدی افراد کو پھانسی لگانے کی دھمکی دینے کے لیے فلسطین یکجہتی ریلی کا استعمال کیا۔ تقریب کی ایک ویڈیو میں دکھایا گیا کہ جب رضوی نے دھمکیاں دی تھیں تو پولیس اہلکار بھی موجود تھے۔[58] جماعت احمدیہ کے پریس سیکشن کے مطابق، رضوی نے اپنی ریلی کا روٹ بھی تبدیل کیا اور احمدیہ کمیونٹی کو ہدف بنانے کے لیے ریلی کا رخ احمدیہ عبادت گاہ کی جانب موڑ دیا۔

قبرستانوں اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی

رپورٹ کے زیر جائزہ عرصے میں پاکستان بھر میں سیکڑوں احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔ 2023 میں جہلم،

بھلیر، میر پور خاص، سیالکوٹ، کوٹلی اور ملتان میں آٹھ قبرستانوں کی بے حرمتی کی گئی۔ 2024 میں سیالکوٹ، کوٹلی، ڈیرہ غازی خان، اٹک اور بہاولپور میں بے حرمتی کے سات واقعات رپورٹ ہوئے۔ پولیس ان میں سے چار واقعات میں براہ راست ملوث تھی۔ جنوری 2024 میں ضلع سیالکوٹ میں ضلعی انتظامیہ کے احکامات پر پولیس کو ایک قبرستان میں مقبرے توڑتے ہوئے دیکھا گیا۔ ٹی ایل پی کے عاصم اشفاق رضوی (اوپر دیکھیے) نے جولائی 2023 میں جہلم میں احمدیہ عبادت گاہ کے میناروں کو گرانے کی مہم بھی چلائی تھی۔ [59] احمدی مخالف امتیازی قوانین کی وجہ سے ہزاروں احمدیوں کو باجماعت نماز ادا کرنے سے روکا جا چکا ہے۔ عبادت گاہ کی توڑ پھوڑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سخت گیر مذہبی مولویوں کو خوش کرنے کیلیے کیا جاتا ہے اور کمیونٹی میں خوف کی فضا پیدا کی جاتی ہے۔ احمدی کمیونٹی کے اعداد وشمار کے مطابق یکم جولائی 2023 سے 30 جون 2024 کے درمیان مختلف شہروں میں احمدیوں کی عبادت گاہوں پر کم از کم 42 حملے ہوئے، جن میں سے کم از کم 24 یا تو قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کیے یا ان کی نگرانی میں ہوئے۔ جڑانوالہ چرچ پر حملوں کے چند دن بعد، سمبڑیال شہر، سیالکوٹ، میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور ضلعی حکام نے اگست 2023 میں احمدیوں کی ایک عبادت گاہ کی بے حرمتی کی۔ احمدیہ کمیونٹی کے ایک ترجمان کے مطابق، لاہور میں جس عبادت گاہ کی توڑ پھوڑ کی گئی وہ 1970 میں تعمیر کی گئی تھی۔ 17 جون کو عیدالاضحیٰ کے دن، درجنوں مسلح افراد نے آزاد کشمیر کے شہر کوٹلی میں کمیونٹی کی عبادت گاہ پر طلوع آفتاب سے پہلے فائرنگ کی، جس سے علاقے میں مقیم کمیونٹی کے افراد کو ہراساں کیا گیا اور عمارت کو نقصان پہنچا۔

3.6 منظّم طریقے سے تشدد اور امتیازی سلوک

پاکستانی سکھوں کو لاحق خطرات

سال 2023 میں سکھوں کی ٹارگٹ کلنگ نے اس کمیونٹی کے افراد کی زندگیوں اور ان کی بقاء پر سوالیہ نشان لگا دیا۔ ان میں سے بہت سے لوگ خیبر پختونخوا چھوڑ کر دوسرے صوبوں میں منتقل ہونے پر مجبور ہوئے اور بعض صورتوں میں وہ پاکستان ہی چھوڑ گئے۔ [60] سکھ خواتین اور لڑکیاں مذہب کی جبری تبدیلی کے خطرات سے بھی دوچار ہیں، اس صورتحال کے باعث کمیونٹی کے افراد اپنی سکھ لڑکیوں کی نقل وحرکت اور ان کی حصول تعلیم کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کے بارے میں خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ مزید برآں، ننکانہ صاحب کی عالمی سطح پر سکھ عقیدے کے لیے اہمیت ہے اور اس کے وقف بورڈ کے پاس فنڈز موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ننکانہ صاحب کی ترقی کئی کوتاہیوں اور خامیوں کا شکار ہے کیونکہ مبینہ طور پر رہائشیوں اور مقامی لوگوں کی ترقی کے لیے فنڈز مختص نہیں کیے جاتے۔ [61] سکھوں کی عالمی تنظیموں نے بھی گوردوارے کی زمین کو بعض غیر اعلانیہ منصوبوں کے لیے مختص کرنے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان عالمی تنظیموں نے

مرکزی پاکستانی سکھ تنظیم سے کہا ہے کہ وہ اس مبینہ سرکاری منصوبے کے خلاف مزاحمت کرے۔[62]

شیعہ کمیونٹی کیخلاف پرتشدد واقعات

شیعہ برادری کے خلاف فرقہ وارانہ تشدد میں اضافہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے نمٹنے میں حکام ناکام رہے ہیں۔ اس تشدد کے ملک کے کئی حصوں میں پھیلنے کا بھی خطرہ ہے۔ کرم، خیبرپختونخوا میں تنازعہ، جو پچھلے تین سال سے وقفے وقفے سے سر اٹھا رہا ہے، زمین کے مسائل پر شروع ہوا لیکن اس نے فرقہ وارانہ نفرت اور تشدد کو ہوا دی۔ ایچ آر سی پی نے اِس خطہ میں ہتھیاروں پر قابو پانے کا مطالبہ کیا ہے۔[63] گلگت بلتستان بھی گزشتہ سال فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے بدامنی کا شکار رہا ہے۔[64] گلگت بلتستان میں فرقہ وارانہ جھگڑے کے باعث ستمبر 2023 میں حکومت نے انٹرنیٹ سروس معطل کرنے کا فیصلہ کیا۔[65] ایک شیعہ رہنما کے خلاف توہین مذہب کی ایف آئی آر کے اندراج کے مطالبے پر شیعہ اور سنی دونوں فریقوں میں جھڑپیں بھی ہوئیں۔[66] بالآخر فریقین کے درمیان جنگ بندی کے معاہدے پر دستخط ہو گئے۔

ہندوؤں کے خلاف امتیازی سلوک

جولائی 2023 میں، کراچی کے سولجر بازار میں مدراسی ہندو برادری سے منسلک مندر کو مسمار کر دیا گیا۔[67] اس زمین پر مبینہ طور پر ایک کمرشل سنٹر بنانے کے منصوبے کی وجہ سے مندر کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا تھا۔ تاہم، بعد میں سامنے آنے والی مزاحمت کی وجہ سے، سندھ حکومت نے بالآخر اعلان کیا کہ وہ مندر کی جگہ پر کوئی تجارتی عمارت نہیں بنائے گی۔[68]

نارووال میں، ہندو برادری کو ضلع میں ایک بھی فعال مندر تک رسائی نہیں جس کی وجہ سے ان کے لیے مذہبی رسومات ادا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔[69] ہندو کمیونٹی کا یہ بھی الزام ہے کہ متروکہ وقف املاک بورڈ نے مندر کی جائیدادیں دیگر اداروں کو کرائے پر دی ہوئی ہیں۔ سانگھڑ میں، ہندو برادری کی تدفین کی اراضی پر قبضہ کر لیا گیا اور شیڈول کاسٹ ہندو جو روایتی طور پر اپنے میت کو دفن کرتے ہیں، انہیں تدفین کی جگہوں کے حصول کے لیے دُور دراز کے علاقوں میں جانا پڑا۔[70] جولائی 2023 میں، ڈاکوؤں نے کشمور میں ہندوؤں کی عبادت گاہ پر راکٹ فائر کیا۔[71] سندھ میں ہندوؤں کو بار بار ڈکیتیوں کا نشانہ بنائے جانے کے بعد، اس وقت کی نگران حکومت نے انہیں آئینی طور پر حاصل جان و مال کے تحفظ کی یقین دہانی کرائی۔[72] تاہم، مسئلہ ابھی تک برقرار ہے۔[73]

جبری تبدیلی مذہب

مذہب کی جبری تبدیلی اور متاثرین کے لیے انصاف کا حصول سندھ میں ایک اہم مسئلہ ہے۔[74] ایچ آر سی پی کے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن نے اس سے قبل کم عمری کی شادیوں کے بڑھتے ہوئے رجحان کی نشاندہی کی تھی۔ ایسی

شادیاں اس لیے کی جارہی تھیں کہ (شادی کے ذریعے) مذہب کی جبری تبدیلی کا امکان نہ رہے۔ یہ رجحان 2023 / 24 کے دوران جاری رہتا ہوا نظر آیا۔[75] علاقے میں ہندو اور مسیحی خواتین کی جبری تبدیلی مذہب میں سرگرم مذہبی رہنما اب بھی بلاخوف یہ کام کررہے ہیں۔ مذہب کی جبری تبدیلی کا خطرہ اتنا شدید ہے کہ کچھ خاندانوں نے مبینہ طور پر نوجوان خواتین اور لڑکیوں کو مقامی کمیونٹی کے زیر انتظام فنی تربیت کے مراکز میں بھیجنا شروع کردیا ہے، جس سے ان لڑکیوں کی تعلیم کے حصول کا عمل متاثر ہوا ہے۔

سال 2024 میں ایک عیسائی نابالغ بچی لائبہ سہیل کو فیصل آباد میں ایک مسلمان شخص نے مذہب تبدیل کرنے کی نیت سے اغوا کرلیا۔[76] اسی سال پتوکی کی ایک فیملی عدالت نے ایک مسیحی خاتون کو ریلیف دیا جسے نابالغ ہوتے ہوئے اپنے اغوا کار کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ تاہم، بہت سے خاندان اب بھی نوجوان لڑکیوں کے لیے انصاف کے منتظر ہیں جنہیں اغوا کیا گیا تھا۔

اپریل 2024 میں، اقوام متحدہ کے اسپیشل پروسیجرز کے ماہرین نے پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کی لڑکیوں کی جبری شادیوں اور مذاہب کی جبری تبدیلیوں کے معاملے کو اجاگر کیا۔[77] ان ماہرین نے کہا کہ مسیحی اور ہندو لڑکیاں خاص طور پر مذہب کی جبری تبدیلی، اغوا، اسمگلنگ، کم عمری کی شادی، جبری شادی، گھریلو غلامی اور جنسی تشدد کے خطرات سے دوچار رہتی ہیں۔ ماہرین نے پاکستان پر زور دیا کہ وہ اپنی مذہبی اقلیتوں کو انسانی حقوق کی ایسی 'گھناؤنی خلاف ورزیوں' سے بچائے اور انسانی حقوق سے متعلق اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔

اندرونِ ملک نقل مکانی اور ہجرت

مذہبی اقلیتوں کے بہت سے ارکان کو اپنے تحفظ کو یقینی بنانے کا ایک طریقہ یہ نظر آتا ہے کہ وہ اپنی رہائشگاہ، اپنے محلوں اور اپنے شہروں سے ملک کے اندر ہی کسی اور جگہ نقل مکانی کرلیں اور یہاں تک کہ ملک سے بھی نقل مکانی کرجائیں۔ مختلف مسلم فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد جو توہین مذہب کے الزام کا شکار ہیں یا جن کو بری کیا گیا ہے، وہ سیکیورٹی خدشات کی وجہ سے پاکستان سے فرار ہونے، روپوش ہونے یا ملک کے اندر ایک سے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

عقیدے کی بنیاد پر ظلم وستم اور مذہبی بنیاد پر تشدد سے تنگ آکر فرار کا رجحان ایک دہائی قبل انتہاپسندی اور عسکریت پسندی کے عروج کے ساتھ شروع ہوا۔ نقل مکانی اور بیرون ملک پناہ لینے میں درپیش مشکلات کے باوجود، کچھ اقلیتی ارکان نے اپنے گھربار چھوڑنے کا مشکل فیصلہ کیا۔ اس رپورٹ کے زیر جائزہ عرصے میں متعدد مسیحی، ہندو اور احمدی شہری ملک کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگئے اور کچھ بیرون ملک ہجرت کرگئے۔ عقیدے کی بنیاد پر تشدد، نفرت انگیز جرائم، ادارہ جاتی امتیاز اور توہین مذہب کے الزامات کے باعث مالی مشکلات کا شکار بہت سے پاکستانی اپنے

خاندانوں کے ہمراہ بیرون ملک پھنسے ہوئے ہیں اور امید کر رہے ہیں کہ وہ کسی دن محفوظ اور باوقار زندگی گزار سکیں گے۔

پاکستان میں ہندو خاندان بھی ایک بڑی تعداد میں ہجرت کر رہے ہیں جن میں سے زیادہ تر بھارت جا رہے ہیں، اس کی وجہ نہ صرف ٹارگٹڈ جرائم میں اضافہ اور ان کے خاندان کی خواتین کے مذہب کی جبری تبدیلی ہے بلکہ اس کی معاشی وجوہات بھی ہیں۔ سندھ میں ہندو خود کو غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں کیونکہ بھتہ خوری اور اغوا برائے تاوان جیسے جرائم کی وجہ سے ان کی ذرائع روزگار خطرے میں ہیں۔[78] ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان چھوڑ کر بھارت جانے والے خاندانوں کی تعداد کو شمار کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ 'خاموشی سے کی جانے والی ہجرت' ہے۔ جیکب آباد، گھوٹکی اور کشمور سے پاکستانی ہندوؤں نے مدھیا پردیش، ناگپور اور رائے پور ہجرت کی ہے۔ اعلیٰ ذات کے ہندو جو مالی وسائل رکھتے ہیں، انہوں نے بھی اپنے اثاثے اور سرمایہ کاری بھارت منتقل کر دی ہے۔

پاکستان میں ایسے اقلیتی افراد بھی ہیں جو بیرون ملک یو این ایچ سی آر (اقوام متحدہ کا ادارہ برائے پناہ گزین) کے پناہ گزینوں کے طور پر رہائش پذیر ہیں یا برسوں سے دوسرے ممالک میں پھنسے ہوئے ہیں کیونکہ ان کی درخواستوں کا فیصلہ ان کے منتخب کردہ اس ملک کی جانب سے کیا جاتا ہے جہاں انہوں نے پناہ کی درخواست دی ہوتی ہے۔ سیاسی اور سکیورٹی کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور پاکستان میں موجود غیر یقینی نوعیت کے خطرات کے باعث یہ پناہ گزین بھی پاکستان واپس نہ آنے کو ترجیح دیتے ہیں۔[79]

4 سفارشات

- وفاقی اورصوبائی حکومتیں اُن افراد کے خلاف لازمی قانونی کاروائی کریں جونفرت پھیلاتے اورتشدد پراُکساتے ہیں اوراس بات کویقینی بنانا چاہیے کہ انہیں قانون سے چھوٹ نہ ملی رہے۔
- قانون نافذ کرنے والے ادارے نفرت پرمبنی تقریراورتشدد پراکسانے کے واقعات کی تفتیش کریں اوران پرسزا دیں اوراداروں کوتوہین مذہب کے الزامات لگانے پر، خواہ وہ زبانی کلامی لگائے جائیں، ملزموں پر حملے اوران کے خلاف ہجوم کےتشدد کوروکنے کے لیے پیش بندی کرنی چاہیے۔اداروں کونفرت انگیزتقریرکوپھیلانے کے لیے لاوڈاسپیکرزاورمساجد کا استعمال روکنا چاہیے۔
- متعلقہ مذہبی حکام کویقینی بنانا چاہیۓ کہ مولوی یاکوئی بھی فرداشتعال پھیلانے کے لیے مسجد کالاوَڈاسپیکراستعمال نہ کرے اوراگرمسجد سے نفرت پرمبنی تقریریااشتعال انگیزی کا واقعہ وقوع پذیرہوتا ہےتو وہ اس کی ذمہ داری لازماً قبول کریں۔
- حکام کومسیحی سول سوسائٹی اور جڑانوالہ کے رہائشیوں کے خدشات دُورکرنے چاہئیں۔ یہ خدشات اس لیے پیدا ہوئے ہیں کہ ہجوم، ٹی ایل پی ارکان اور دیگرانتہا پہ دائیں بازوکی تنظیموں کے خلاف کاروائی نہیں کی گئی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تشددکوہوادی اورایف آئی آرز کے مطابق ہجوم میں آگےآگے تھے۔ پہلے قدم کےطور پر، صوبائی حکام 16 اگست 2023 کےحملوں کے بارے میں ایک جامع رپورٹ تیارکرکےاسے عوام میں جاری کریں تاکہ مسیحی برادری کےکسی فردکوقربانی کا بکرابنائے بغیراحتساب کویقینی بنایاجاسکے۔
- عدلیہ، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور استغاثہ تیارکرنے والوں کوجھوٹے الزمات لگانے پرتعزیرات پاکستان اوردیگرقوانین کی متعلقہ دفعات کالازمی طورپرنفاذکرنا چاہیے۔
- سیاسی جماعتیں اورسلامتی کےادارے سیاسی مقاصد کے لیے مذہب کےاستعمال سے گریزکریں۔
- قانون نافذ کرنے والے اداروں کوسیاسی حکام کی مدد سے ان سرکاری اہلکاروں کے بارے میں تفتیش کرنی چاہیے اوران لوگوں کے خلاف قانونی کاروائی کرنی چاہیے جوتوہینِ مذہب کے جھوٹے مقدمات بنانے میں ملوث ہیں۔
- حکام کوپنجاب کی اسپیشل برانچ کی 'بلاسفیمی بزنس گینگ' کے بارے میں تفتیش کوزیرغورلانا چاہیےاوران افراد کے

خلاف قانونی کاروائی کرنی چاہیے جو مشتبہ افراد کو بلیک میل کرنے کے لیے مسخ شدہ بصری مواد کے ذریعے توہین مذہب کے مقدمات میں پھنساتے ہیں۔ان بلیک میل کرنے والے لوگوں میں وکلا اور سرکاری اہلکار بھی شامل ہیں۔جیسا کہ اسپیشل برانچ نے تجویز کیا کہ توہین مذہب کا الزام لگانے والے شکایت کنندہ کے آلات (فون، لیپ ٹاپ وغیرہ) کا فرانزک ہونا چاہیے۔اسلام آباد اور راولپنڈی میں وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے) کے افسروں کا احتساب ہونا چاہیے کہ وہ اس گروہ کے مقدمات کی تفتیش کرنے میں ناکام رہے۔جن لوگوں پر جھوٹے الزامات لگائے گئے انہیں فوری طور پر رہا کیا جائے اور ان کے مقدمات کی سماعت میں تیزی لائی جائے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوسکیں۔

- حکام کو اس بات کی تفتیش کرنی چاہیے کہ کس طرح ایک طرح کے متن پر مشتمل توہینِ مذہب کی ایف آئی آرز بار بار درج کی گئیں جن میں اکثر اقلیتی مذاہب کے ارکان کو ہدف بنایا گیا۔جن لوگوں نے توہین مذہب کے قانون کا غلط استعمال کیا اُن کا احتساب کیا جائے اور ان کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے تاکہ توہینِ مذہب کے قانون کا آئندہ کے لیے غلط استعمال روکا جا سکے۔
- قانون نافذ کرنے والے حکام کو دہائیوں سے چلی آرہی اِس روش کو ختم کرنا چاہیے جس کے تحت حکام انتہائی دائیں بازو کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے کہ دائیں بازو کے یہ لوگ ظلم وستم کی شکار مذہبی برادریوں کو ہدف بنانے کے لیے اِن حکام پر دباوڈالتے رہتے ہیں۔
- وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) کی ان سفارشات پر لازمی عمل کرنا چاہیے جن میں احمدیوں، مسیحیوں، ہندوؤں اور دیگر کمزور، غیر محفوظ گروہوں کو تحفظ دینے اور توہینِ مذہب کے جھوٹے الزمات کا (خواہ آن لائن یا آف لائن) سامنا کرنے والے لوگوں کو انصاف دلانے کا کہا گیا ہے۔
- عدالتی اور سرکاری حکام سپریم کورٹ کے 2014 میں دیے گئے فیصلے اور سپریم کورٹ کی مذہبی آزادیوں پر دِیے گئے دیگر احکامات پر عمل کرائیں۔
- ضلعی حکام اور قانون نافذ کرنے والے ادارے احمدیہ کمیونٹی کے خلاف صوابدیدی چھاپے، گرفتاریاں اور دھمکیاں فوری طور پر بند کریں۔
- قانون نافذ کرنے والے ادارے احمدیہ کمیونٹی کی عبادت گاہوں اور قبروں کی توڑ پھوڑ میں ملی بھگت کرنا بند کریں، خاص طور سے پنجاب اور سندھ میں۔حکام اس سرگرمی کو فوری بند کرائیں اور یقینی بنائیں کہ کمیونٹی کی جائیدادیں مکمل طور پر محفوظ ہوں۔

- حکومت ماہرین اور سول سوسائٹی کی رائے لے کر ایسے طریق کار بنائے جس سے ایسی آن لائن پھیلائی جانے والی غلط اطلاعات کا مقابلہ کیا جا سکے جو تشدد پر اُکساتی ہیں۔
- حکام کو مذہبی ہم آہنگی اور سماجی نظم وضبط برقرار رکھنے کی ذمہ داری ظلم وستم کا شکار گروہوں پر ڈالنے کی روش ختم کرنی چاہیئے اور اس کی بجائے شکایت کرنے والے مولویوں کو جواب دہ بنانا چاہیے کہ وہ بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیں۔
- عید اور محرم میں جو بین المذاہب گروپس اور امن کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں ان میں اقلیتی رہنماؤں کی لازمی مساوی نمائندگی ہونی چاہیے اور انہیں دھمکانے سے گریز کرنا چاہیے۔
- میڈیا گروپس، خواہ وہ مرکزی دھارے کے ہوں یا انفرادی، خود اختیاری سینسر شپ ترک کریں اور مذہبی بنیاد پر ہونے والے امتیازی سلوک اور اس بنیاد پر کیے جانے والے ظلم وستم کو تسلسل سے کوریج دیں۔

حوالہ جات

1 HRCP. (2024). A tainted election: Pakistan at the polls. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-A-Tainted-Election.pdf

2 HRCP. (2024). Elections Watch: Jan-Feb 2024. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-Elections-Watch-Jan-Feb-2024.pdf

3 S. Rufus. (2024, March 29). In Pakistan, Dalits battle dual discrimination. Scroll.in. https://scroll.in/article/1065833/in-pakistan-dalits-battle-dual-discrimination

4 Digital library - Pakistan elections. (2024, March 12). Gallup Pakistan. https://gallup.com.pk/post/36181

5 See: https://www.pas.gov.pk/index.php/members/profile/en/32/716

6 See: https://www.pap.gov.pk/members/profile/en/21/1630

7 Minister announces development scheme for Christian community. (2024, May 7). The Nation. https://www.nation.com.pk/07-May-2024/minister-announces-development-schemes-for-christian-community

8 SC alarmed over smear drive against CJ. (2024, February 22). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2457294/sc-alarmed-over-smear-drive-against-cj; Chief Justice Qazi Isa under fire in vicious online smear campaign. (2024, February 27). The Friday Times. https://thefridaytimes.com/27-Feb-2024/chief-justice-qazi-isa-under-fire-in-vicious-online-smear-campaign

9 Thousands protest Pakistan Supreme Court minorities ruling. (2024, February 23). Arab News. https://www.arabnews.com/node/2465436/pakistan

10 اگرچہ ڈیٹا زیرمطالعہ دورانیہ سے زیادہ عرصہ سے متعلق ہے لیکن ہم نے اسے یہاں اس لیے شامل کرلیا ہے کہ ہم اپنے زیر بحث دورانیہ میں رجحانات کے قابل اعتماد جائزہ کے لیے استعمال کرسکیں۔

11 سی ایس جے کا نیوز لیٹر دیکھیے۔

12 Christian priest shot and wounded in Jaranwala - police reported. (2023, September 4). Arab News. https://www.arabnews.com/node/2367101/pakistan

13 HRCP. (2023). Mob violence and the social ostracization of the Christian community in Sargodha. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2023-Mob-violence-and-the-social-ostracisation-of-the-Christian-community-in-Sargodha.pdf

14 E. Shami. (2024, March 8). Pakistan blasphemy: Student sentences to death over Whatsapp messages. BBC. https://www.bbc.com/news/world-asia-68511557

15 Q. Shirazi. (2023, September 5). Four to hang for blasphemy. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2434216/four-to-hang-for-blasphemy

16 A. Chaudhry. (2023, August 21). 8 Ahmadis arrested in Lahore's Badami Bagh area.Dawn. https://www.dawn.com/news/1771276

17 Christian widow loses govt. job, home after false blasphemy allegations. (2023, December 20). Kross Konnection. https://krosskonnection.pk/2023/12/christian-widow-loses-govt-job-home-after-false-blasphemy-charge/; Christian family reunites after bail in blasphemy case. (2023, October 24). Kross Konnection. https://krosskonnection.pk/2023/10/christian-family-reunites-after-bail-in-blasphemy-case/; Couple granted post-arrest bail in blasphemy case. (2023, October 19). Dawn. https://www.dawn.com/news/1781900

18 A. Hashim. (2022, January 20). Pakistani court sentences woman to death for WhatsApp 'blasphemy'. Al Jazeera. https://www.aljazeera.com/amp/news/2022/1/20/pakistan-rawalpindi-court-sentences-woman-death-whatsapp-blasphemy. See also: https://www.uscirf.gov/religious-prisoners-conscience/forb-victims-database/junaid-hafeez

19 J. Khurshid. (2024, March 2). SHC sets aside the conviction of school owner in blasphemy case. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/1163401-shc-sets-aside-conviction-of-school-owner-in-blasphemy-case

20 H. Malik. (2023, November 18). Mentally unfit blasphemy suspect given bail. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2447006/mentally-unfit-blasphemy-suspect-given-bail

21 ۲۱۔اگرچہ ڈیٹا زیرمطالعہ دورانیہ سے زیادہ عرصہ سے متعلق ہے لیکن ہم نے اسے یہاں اس لیے شامل کرلیا ہے کہ ہم اپنے زیر بحث دورانیہ میں رجحانات کے قابل اعتماد جائزہ کے لیے استعمال کرسکیں۔

22 ۲۲۔قیدیوں کے بارے میں اعداد وشمار پنجاب محکمہ جیل خانہ جات کی ویب سائٹ پر دیے گئے ہیں۔

23 HRCP. (2024). A culture of hate-mongering: Freedom of religion or belief in 2022/23 (sections 5.7-5.9). https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-A-culture-of-hate-mongering-EN.pdf

24 ۲۴۔اسپیشل برانچ کی رپورٹ کو پہلی بار ایک ڈیجیٹل پبلی کیشن 'فیکٹ فوکس' نے شائع کیا۔مزید دیکھیے:

25 HRCP. (2024). A culture of hate-mongering: Freedom of religion or belief in 2022/23 (pp. 17-18). https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-A-culture-of-hate-mongering-EN.pdf

26 پیراگراف (اے)۔اسپیشل برانچ کی تفتیشی رپورٹ کا طریق کار۔

27 سندھ کے محکمہ پرزنز اور کریکشنز کے اعداد وشمار

28 NCHR. (2024). NCHR investigation into blasphemy cases: October 2023 to October 2024 (p. 2) https://nchr.gov.pk/wp-content/uploads/2024/10/Blasphemy-Report-Oct-2024.pdf

FIA. (2024). Annual administration report 2023. https://www.fia.gov.pk/files/publications/1143103614.pdf 29

A. Chaudhry. (2024, February 26). Girl in Arabic print shirt saved from mob by Lahore police. Dawn. https://www.dawn.com/news/1817188/girl-in-arabic-print-shirt-saved-from-mob-by-police 30

Punjab Police. (2024, March 5). Public protection part and parcel of duty, says Syeda Shehrbano Naqvi. https://punjabpolice.gov.pk/node/17243 31

۳۲۔اگست 2023 میں 'نیوویوگلوبل' کے لیےایک زندہ بچ جانے والے کاانٹرویو 32

Brothers 'framed' for Jaranwala desecration freed after acquittal. (2024, March 2). Dawn. https://www.dawn.com/news/1818463 33

HRCP. (2023). Mob-led destruction of churches in Jaranwala, Punjab. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2023-Mob-led-destruction-of-churches-in-Jaranwala.pdf; NCHR. (2023). Jaranwala: Incident report. https://nchr.gov.pk/wp-content/uploads/2023/10/Jaranwala-Report.pdf 34

ایف آئی آر 1258/23 (جو جڑانوالہ علاقہ پولیس نے درج کی) 35

جڑانوالہ حملہ میں زندہ بچ جانے والوں' مولویوں اور مسلمان چشم دید گواہوں سے اِس رپورٹ کی غرض سے کیے گئے انٹرویو 36

چونکہ یہ مانیٹرنگ رئیل ٹائم میں کی گئی تھی بہت سی اشتعال انگیز پوسٹس جو اس وقت دیکھی گئی تھیں اب ہٹادی گئی ہیں۔ 37

16 سے 17 اگست تک لگائی جانے والی بعض فیس بک پوسٹس کی مثالیں دیکھیے: 38

ویڈیوز تک یہاں سے رسائی حاصل کی گئی لیکن انہیں پنجاب پولیس کے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بھی شیئر کیا گیا۔ 39

پنجاب پولیس کا بیان یہاں دیکھیے: 40

اس رپورٹ کی غرض سے دو وکلا کے انٹرویو وٹس ایپ پر کیے گئے۔ 41

پنجاب پولیس اور مرکزی دھارے کے میڈیا نے بار بار دعوی کیا کہ یاسین اصل اشتعال پھیلانے والا تھا اور مہتاب مسجد سے اسکے اعلان کی ویڈیو مرکزی دھارے کے میڈیا' ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا پر بڑے پیمانے پر نشر کی گئی۔ اردو زبان میں ویڈیو یہاں دیکھیے: 42

اہل سنت والجماعت اور ٹی ایل پی کے رہنما اِن ایف آئی آرز 1260/23 اور 1259/23 میں نامزد کیے گئے (جن کا ایچ آر سی پی نے اس رپورٹ کے لیے جائزہ لیا۔) 43

44 A. Hussain. (2024, June 21). Local tourist killed in Pakistan's Swat over blasphemy allegations. Al Jazeera. https://www.aljazeera.com/news/2024/6/21/local-tourist-killed-in-pakistans-swat-over-blasphemy-allegations 44

45 HRCP. (2024). Allegations of blasphemy and mob violence in Mujahid Colony, Sargodha. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-Allegations-of-blasphemy-and-mob-violence-in-Mujahid-Colony-Sargodha.pdf 45

جس دن لازار مسیح کو سرگودھا میں مار مار کر ہلاک کیا گیا اسی دن کی سوشل میڈیا پر لائی گئی ویڈیوز کا جائزہ 46

HRCP. (2024). Allegations of blasphemy and mob violence in Mujahid Colony, Sargodha. https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-Allegations-of-blasphemy-and-mob-violence-in-Mujahid-Colony-Sargodha.pdf 47

48 تحفظ کی خاطر نام بدل دیے گئے لیکن تفصیلات دینے کے لیے اجازت حاصل کی گئی

Ahmadiyya community endures a deadly year of violence in Pakistan. (2024, December 49
16). New Wave Global.
https://newwaveglobal.net/16-Dec-2024/ahmadiyya-community-endures-a-deadly-year-of-violence-in-pakistan

HRCP. (2024). Faith-based murder of Ahmadiyya man in Hasilpur, Punjab. https://hrcp- 50
web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-Faith-based-murder-of-Ahmadiyya-man-in-Hasilpur-Punjab.pdf

NCHR. (2024). Situation report: Monitoring the plight of the Ahmadiyya community. 51
https://nchr.gov.pk/wp-content/uploads/2024/04/Ahmadiya-Report.pdf

N. Iqbal. (2024, February 27). SC seeks religious opinion of Feb 6 judgement. Dawn. 52
https://www.dawn.com/news/1817439; B. Baseer. (2024, February 22). CJ Isa faces backlash over SC judgement. Voicepk. https://voicepk.net/2024/02/cj-isa-faces-backlash-over-sc-judgment/; A. Saeed. (2024, July 27). Mubarak Sani case: SC upholds rights of Ahmadis with conditions, rejects bail annulment. Voicepk. https://voicepk.net/2024/07/mubarak-sani-case-sc-upholds-rights-of-ahmadis-with-conditions-rejects-bail-annulment/

HRCP. (2024). A culture of hate-mongering: Freedom of religion or belief in 2022/23. 53
https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-A-culture-of-hate-mongering-EN.pdf

See: http://punjablaws.gov.pk/laws/127.html 54

See: https://punjabpolice.gov.pk/system/files/pakistan-penal-code-xlv-of-1860.pdf 55

S. Hussain. (2024, June 6). Lahore lawyers demand government halt Ahmadiyya ritual 56
sacrifice on Eidul Adha. The Friday Times.
https://thefridaytimes.com/06-Jun-2024/lahore-lawyers-demand-government-halt-ahmadiyya-ritual-sacrifice-on-eidul-adha

57 لگتا ہے کہ عید پر ٹی ایل پی کے حامیوں کی جانب سے ریکارڈ کی گئی یہ ویڈیو سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلائی گئی اور پھر ایکس (سابقہ ٹویٹر) اور فیس بک پر پوسٹ کی گئی۔

58 ویڈیو کے لیے دیکھیے ایکس (سابقہ ٹویٹر) ۔تھریڈ:

A. Mehmood. (2023, July 16). After TLP 'threats', police demolish minarets of Ahmadi 59
worship place in Jhelum. The Express Tribune.
https://tribune.com.pk/story/2426545/after-tlp-threats-police-demolish-minarets-of-ahmadi-worship-place-in-jhelum

A. Siddique & M. Amirzada. (2023, September 28). 'Fear and anxiety': Pakistan's 60
minority Sikhs flee restive province in face of rising violence. Radio Free Europe Radio Liberty. https://www.rferl.org/a/pakistan-minority-sikhs-flee-khyber-pakhtunkhwa/32614334.html

J. A. Moavia. (2023, September 6). Challenges in Nankana Sahib: Construction restrictions on land hinder development and growth. Lok Sujag. https://loksujag.com/story/evacuee-trust-property-board-nankana-sahib-eng 61

Sikh body opposes Pak move to give away gurdwara land. (2023, December 3). The Tribune. https://www.tribuneindia.com/news/punjab/sikh-body-opposes-pak-move-to-give-away-gurdwara-land-568171 62

HRCP. (2024, November 7). HRCP calls for urgent action on Kurram crisis. https://hrcp-web.org/hrcpweb/hrcp-calls-for-urgent-action-on-kurram-crisis/ 63

A. Saeed. (2023, August 31). Situation tense in GB as region rocked by sectarian protests. Voicepk. https://voicepk.net/2023/08/situation-tense-in-gb-as-region-rocked-by-sectarian-protests 64

J. Nagri. (2023, September 3). Unrest in Gilgit-Baltistan as clerics court controversy. Dawn. https://www.dawn.com/news/1773695/unrest-in-gilgit-baltistan-as-clerics-court-controversy 65

HRCP. (2024). State of human rights in 2023 (pp. 215). https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2024-State-of-human-rights-in-2023-EN.pdf 66

S. Hasan. (2023, July 16). 'Over 150-year-old' Hindu temple demolished in Karachi's Soldier Bazaar. Dawn. https://www.dawn.com/news/1764986/over-150-year-old-hindu-temple-demolished-in-karachis-soldier-bazaar 67

ویڈیو یہاں دیکھیے: 68

A. Mahmood. (2023, August 15). Narowal's Hindu community without any functional temple. Dawn. https://www.dawn.com/news/1770174/narowals-hindu-community-without-any-functional-temple 69

S. Rufus. (2024, March 29). In Pakistan, Dalits battle dual discrimination. Scroll.in. https://scroll.in/article/1065833/in-pakistan-dalits-battle-dual-discrimination 70

71 Q. A. Khushki & I. Ali. (2023, July 16). Dacoits attack place of worship belonging to members of Hindu community in Kashmore. Dawn. https://www.dawn.com/news/1765062 71

72 Ashraf assures Hindus of allaying concerns. (2023, July 27). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2428147/ashraf-assures-hindus-of-allaying-concerns 72

73 Dacoits have set up state within state, claims AT. (2024, March 31). Dawn. https://www.dawn.com/news/1824734 73

74 H. Tunio. (2023, August 23). Coerced religious conversions continue in Sindh. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2432075/coerced-religious-conversions-continue-in-sindh 74

75 HRCP. (2023). Northern Sindh: In search of solutions. 75
https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2023-Northern-Sindh-In-Search-of-Solutions-EN.pdf

76 S. George. (2024, June 27). Underage marriages and forced conversions: The 76
battle to save our daughters. Voicepk.
https://voicepk.net/2024/06/underage-marriages-and-forced-conversions-the-battle-to-save-our-daughters/

77 United Nations. (2024, April 11). Pakistan: UN experts alarmed by lack of protection 77
for minority girls from forced religious conversions and forced marriage.
https://www.ohchr.org/en/press-releases/2024/04/pakistan-un-experts-alarmed-lack-protection-minority-girls-forced-religious

صحافی اور محقق سے انٹریو جو ہندووں کی ہجرت کو دستاویزی شکل دے رہے ہیں۔ 78

پاکستان کے احمدیہ اور مسیحی خاندان جو ٹرانزٹ ملکوں میں پھنسے ہوئے ہیں' ان سے انٹرویوز۔ 79